آدمی

مشہورِ عالم جرمن ڈرامانگار ارنسٹ ٹالر کے ایک
ناٹک کا اُردو ترجمہ

مُترجمہ
نسیم الہ آبادی

سنگم پبلشنگ ہاؤس
الہ آباد

اگست سنہ ۱۹۴۷ء

بار اوّل ... . ایک ہزار

قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ

ناشر

سنگم پبلشنگ ہاؤس

۸/۴ بینک روڈ۔ الہ آباد

آدمی

بیسویں صدی کے سماجی انقلاب کی ایک جھلک

عالمگیر انقلاب :

ماں

نئی قوّت اور نئی زندگی کے زیر و بم کی

ماں

نئی جنتا اور زندگی کے نئے سانچوں کی۔

اپنے گُناہوں کے کفّارہ کے خون کے سُرخ شعلوں سے یہ صدی جگمگا رہی ہے۔

دھرتی اپنے آپ کو صلیب پر چڑھا رہی ہے۔

مزدوروں کے نام

مصنّف کا خط پروڈیوسر کے نام، اکتوبر ۱۹۲۱ء

چند نقّادوں نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ جس طرح آپ نے اس ناٹک کو پیش کیا اُس سے اصلیت اور خوابنا کی میں جو متضاد عناصر تھے اُن کا امتیاز کمزور پڑ گیا کیونکہ اِس طرح "اصلیت" کی تصویر بھی اُسی خیالی فضا میں ڈھک گئی جس فضا سے بجا طور پر "خواب نما تصویریں" گھری ہوئیں تھیں۔ میں آپ کو خود بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے مقصد کے مطابق اس ناٹک کو پیش کیا۔ "اصلیت" کی یہ تصویریں واقعہ نگاری نہیں۔ مقامی رنگ کی آئینہ دار نہیں ہیں۔ ڈراما کے کردار [سونیا کو چھوڑ کر] انفرادی کردار نہیں۔ ایسا ڈرامہ صرف ایک روحانی حقیقت ہو سکتا ہے۔ مادّی طور پر محسوس حقیقت کبھی نہیں ہو سکتی۔

اپنے سیاسی حیثیت سے میں یہ مان کر آگے بڑھا ہوں کہ سماجی اکائیاں، گروہ اور مختلف سماجی قوّتوں کے نمائندے،

مختلف اقتصادی پیشے حقیقی وجود رکھتے ہیں اور آدمیوں کے کئی باہمی تعلقات خارجی اصلیت رکھتے ہیں۔ بحیثیت فن کار کے مجھے خوب معلوم ہے کہ اِن "اصلیتوں" کی معقولیت حد درجہ مُشتبہ ہے۔

["ابھی یہ سوال طے ہونا ہے کہ کیا ہم بحیثیت افراد کے کوئی وجود رکھتے ہیں"]

جیل کے صحن میں مَیں قیدیوں کو لکڑی پر مسلسل طور پر ایک ہی انداز سے آرے چلاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اِنسانیت کے ناتے میں سوچتا ہوں کہ یہ آدمی ہے۔ اِن میں سے یہ شائد ایک مزدور ہے، دوسرا ایک کسان، تیسرا ایک کلرک ....

میں اُس کمرہ کو دیکھتا ہوں جس میں مزدور رہتا تھا۔ اُس کی چھوٹی چھوٹی ذاتی خصوصیتیں، اُس کا وہ مخصوص انداز جس سے دیا سلائی جلا کر وہ سلائی کو پھینک دیتا ہے یا جس انداز سے وہ ایک عورت کا مُنہ چومتا ہے یا جس انداز سے وہ شام کو کارخانے کے پھاٹک سے باہر آتا ہے۔ اُسی طرح میں صاف دیکھتا ہوں

چوڑی پیٹھ کے کسان کو اور سکڑے ہوئے سینہ والے پستہ قد کلرک کو۔ تب — یکایک — وہ انسان نہیں رہ جاتا' ا اور ب اور ج' بلکہ بھیانک کٹھ پتلیاں بن جاتے ہیں جنھیں دھندھلا احساس ہے اُس جبر و تقدیر کا جو اُن پر حاوی ہے۔

ایک بار میرے قید تنہائی کے کمرہ کے سامنے دو عورتیں نکلیں۔ میں کھڑکی کے لوہے کے چھڑوں کو پکڑے باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بظاہر دو بوڑھی عورتیں۔ دونوں کے بال چھوٹے کٹے ہوئے تھے اور سفید تھے اور پوشاک کاٹ چھانٹ میں، رنگ میں اور دیکھنے میں یکساں تھی۔ دونوں چنتی پڑے ہوئے بھورے رنگ کے چھاتے لئے ہوئے تھیں اور دونوں اپنے سروں کو ہلا رہی تھیں۔

ایک لمحہ کے لئے بھی میں نے انھیں ''خارجی حقیقت رکھنے والی'' ہستیاں نہ سمجھا جو ''خارجی اصلیت رکھنے والے سیبویرگ شہر کے تنگ جیل خانہ کی گلی سے گذر رہی تھیں۔ یہ منظر رقصِ مرگ تھا۔ ایک بوڑھی عورت اور آئینہ میں اُس کی موت کی پرچھائیں مجھے نظر آئی۔

یہ ڈراما بحیثیت مجموعی اس عینی بصیرت کی روداد ہے۔ یہ ڈراما میرے اندر سے حقیقتاً پھٹ کر نکل پڑا اور ڈھائی دن کے اندر میں نے اسے لکھ ڈالا۔ وہ دو راتیں، جو قید ہو جانے کی وجہ سے مجھے "بستر پر" بتانی پڑیں ایک اندھیرے کال کوٹھڑی میں، اتھاہ روحانی کرب کی واریاں تھیں۔ خیالی چہرے، بھوتوں پریتوں کے سے چہرے، عجیب اور بے ڈھنگے طور پر ایک دوسرے کے اوپر قلابازیاں کھاتے ہوئے چہروں کے مناظر میرے دماغ کو شدید اذیت پہنچا رہے تھے۔ اُن راتوں کی صبحوں کو بخار سے کانپتا ہوا میں لکھنے بیٹھ جاتا تھا اور اُس وقت تک قلم ہاتھ سے نہیں چھوڑتا تھا جب تک میری انگلیاں پسینہ سے گلگلا کر اور تھکن سے کنپکپا کر کام کرنے سے انکار نہ کر دیتی تھیں۔ میرے قیدِ تنہائی کے کمرہ میں کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی، اُسے صاف کرنے کے لئے بھی۔ اگر کوئی ساتھی مجھ سے یہ کچھ پوچھتا یا میری کچھ مدد کرنا چاہتا تو میں ناقابلِ برداشت غصّہ سے اُس کی طرف دیکھتا۔

اِس ڈراما کو کاٹنے چھانٹنے اور سانچہ میں ڈھالنے کا سخت اور روحانی مسرّت سے لبریز کام سال بھر میں ختم ہوا ہے۔

آج مَیں اِس ڈراما کو نقّادانہ نظر سے دیکھ سکتا ہوں مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس کی ادبی تشکیل پر اُن دنوں کے داخلی کش مکش اور دباؤ کا اثر ہے۔ ایسا کچّا اظہارِ جذبات میری ذاتی خلوت کو طشت از بام کرتا تھا اور میرے تجربے کو جمالیاتی مقاصد کے مُطابق سانچے میں ڈھالنا مشکل بنا دیتا تھا۔ ایسے وقت میں جب فن کی بے لاگ واقعیت کا معیار میرے لئے ناممکن تھا۔ انقلاب کے دنوں کی بے پایانی ابھی ایک مکمّل خیالی تصویر نہ بن سکی تھی۔ ابھی تک وہ میرے اندر ایک اذیّت دینے والی روحانی اِنتشار کی حیثیت سے کارگر تھی۔

نقّادوں کے اِدراک اور بصیرت کے فقدان پر بھی مجھے حیرت ہے۔ شائد یہ ڈراما ناکافی طور پر واضح کیا جا سکا ہے۔ لیکن جو بھی ہو ہم لوگوں کے لئے جو مزدوروں سے قریب بستے ہیں اور جو اُنھیں سمجھتے ہیں اور اُن کی روحانی قدروں کا اظہار

کرتے ہیں یہ خیالات متاثر کرنے والے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والے، انتہائی محویت میں غرق کر دینے والے ایک انسانی تجربہ ہیں۔ "بورژوا" نقادوں کے لئے یہ خیالات محض نعرے ہیں۔ تکیہ کلام ہیں اور اخباری فقرے ہیں۔ بورژوا سماج اور وہ فن جو اُس سماج کی آئنہ داری کرتا ہے، ایسے موضوع میں جو مزدور طبقوں کے لئے انتہائی المناک اور چور کر دینے والے تصادموں کی نمائندگی کرتا ہے صرف مجرد تصورات کے متعلق بیکار کی تکرار اور تو تو مَیں مَیں دیکھتا ہے۔ اِس کے برعکس مزدور طبقہ بالکل متاثر نہیں ہو پاتا وسطی طبقوں کے اُن "گہرے" اور "معنی خیز" روحانی تجربوں کے اظہار سے۔

مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ پرولتاری فن کو حقیقتاً عالمگیر انسانی دلچسپیوں پر منحصر ہونا ہے اور یہ فن اپنی انتہائی گہرائیوں میں زندگی اور موت کی طرح تمام انسانی موضوعوں کو لازماً اپنا لیتا ہے۔ یہ فن اُسی حالت میں زندہ رہ سکتا ہے جب خلّاق فن کا مزدور طبقے کے روحانی

خصوصیتوں میں ابدی انسانی صفات کے چہرے سے چادر
سرکائے۔

ارنسٹ ٹالر

فلیسٹنگ نیڈرس شیئنیفلڈ
اکتوبر ۱۹۲۱ء

یہ ڈراما پہلے پہل اکتوبر ۱۹۱۹ء میں سپرد قلم کیا گیا۔ انقلاب جرمنی کے پہلے سال میں، نیڈرشینسفلڈ کے اُس قلعہ میں جسے جیل خانہ بنا دیا گیا۔

افراد

نو دور مرد اور عورتیں

عورت [سونیا]

عورت کا شوہر [ایک سرکاری ملازم]

ایک بے نام آدمی

ایک سرکاری افسر

ایک پادری

دو قیدی لڑکیاں

سونیا کی خیالی دُنیا میں :

سونیا

گائڈ

سرکاری مُلازم

کئی مہاجن

جنتا کے سنتری
بے نام آدمی
قیدی
پرچھائیاں

دوسرا، چوتھا اور چھٹا منظر خیالی دُنیا کی تصویریں ہیں۔
پہلا، تیسرا، پانچواں اور ساتواں سین اصلی دُنیا کے تخیُلی خاکے ہیں۔

آدمی

پہلی تصویر

سین — مزدوروں کی ایک سرائے کا پیچھے والا کمرہ دکھائی دیتا ہے۔ کمرہ کے بیچ میں ایک بھدّی میز رکھی ہے۔ ایک عورت اور چند مزدور میز کے گرد بیٹھے ہیں۔

پہلا مزدور — اشتہار بانٹ دیے گئے: ہمیں بڑے ہال میں جمع ہونا ہے۔ کل صبح ہی سے کارخانے بند ہو جائیں گے۔ لوگوں میں بڑی ہلچل ہے۔ کل کا دن فیصلہ کر دے گا۔

[عورت سے] کامریڈ، تم تیار ہو؟

عورت — میں تیار ہوں۔ ہر سانس کے ساتھ مجھ میں قوّت بڑھ رہی ہے۔ میں کس بے چین شوق سے اس گھڑی کے لیے انتظار کر رہی تھی جب دل کا خون آواز بن جاتے

ہیں اور آواز عمل!

کئی بار میرے دل کو ایسی چوٹ لگی ہے کہ غصہ، شرم اور دکھ سے میری مٹھیاں بھنچ گئی ہیں! جب گھٹیا سڑے اخبار پڑھ پڑھ کے فتح کا شور مچاتے ہیں، اُس وقت لکھوکھا ہاتھ مجھے پکڑ لیتے ہیں اور لکھوکھا آوازوں کی چیخیں سنائی دیتی ہیں: تُم، تمھیں، ہماری موت کے لئے مُجرم ہو! ہاں ہر وہ گھوڑا جس کے کانپتے ہوئے کُولوں پر پسینے چھٹک آئے ہیں، اُس کی بے زبانی مجھے قصور وار ٹھہراتی ہے، الزام دیتی ہے۔

اگر کل مَیں صورِ قیامت پھُونک دُوں، اگر میرا ضمیر ہال میں اُبل پڑے — تو — صِرف میں ہی نہیں ہڑتال کا اِعلان کر دوں گی؛ انسانیت پکار رہی ہے، ہڑتال! قدرت کہہ رہی ہے۔ ہڑتال!

مَیں خیال کرتی ہوں کہ جو کُتا مجھے دیکھ کر دروازہ پر خوشی سے کودنے لگتا ہے، وہ بھی جب بھونکتا ہے تو

اُس کے بھونکنے سے بھی آواز آتی ہے۔ ہڑتال!
میں خیال کرتی ہوں، بہتے ہوئے دریا کی لہریں پھنکارتی
ہیں۔
ہڑتال! میری جان نکاری کتنی اٹل ہے۔ مری ہوئی
جنتا۔ بغاوت کے عالم میں آزاد ہو کر۔ لفظوں سے
اُن جالوں سے آزاد ہو کر، جنھیں نعمتیں کھا کر پلے ہوئے
امیر بُنتے ہیں انسانیت کی فوج بن جائے گی اور شاندار
انداز سے امن کا عظیم قلعہ تعمیر کرے گی۔۔۔
کون جھنڈا اُٹھاتا ہے؟ لال جھنڈا آغازوں کا پرچم؟
دوسرا مزدور۔ تُم۔ جنتا تمہارے ساتھ ہو گی۔
[خاموشی لرز اُٹھتی ہے]
عورت۔ کاش ہمارے سب کام کرنے والے بھید چھپائے رہتے!
کیا تم سمجھتے ہو پولیس کو کوئی خبر نہیں؟
لیکن اگر سپاہیوں نے ہال کو گھیر لیا؟
پہلا مزدور۔ پولیس کو جو کچھ بھی معلوم ہو اُسے ہمارے آخری

مقصد کا علم نہیں ۔ ایک مرتبہ جب جنتا ہال میں بھر جائے گی تو وہ ایک بڑا سیلاب بن جائے گی، جسے کوئی پولیس منتشر کر کے چھوٹے چھوٹے فواروں میں نہیں بدل سکتی ۔ یہ بھی جان لو کہ پولیس چوکنّی ہوتی جا رہی ہے ۔ اب طاقت کے نشہ سے وہ چُور نہیں ہے ۔ پولیس اب دُبدھا میں ہے ۔ فوجی ہمارے ساتھ ہیں ۔ ہر جگہ فوجی سپاہیوں کی سبھا ہو رہی ہے ۔ کامریڈ! کل کا دن فیصلہ کر دے گا ۔

[دروازہ پر ایک دستک ہوتی ہے]

دھوکا ہو گیا!

دُوسرا مزدُور ۔ لیکن وہ کسی طرح تمھیں نہ پکڑنے پائیں!

پہلا مزدُور ۔ صرف ایک دروازہ!

دُوسرا مزدُور ۔ کھڑکی سے نکلو ۔

پہلا مزدور ۔ کھڑکی ایک ہلکے جھٹکے سے کھُلتی ہے ۔

عورت ۔ لڑائی اتنی نزدیک ـــــ

[زور سے دستک کی آواز۔ دروازہ کُھلتا ہے۔ عورت
کا شوہر اندر داخل ہوتا ہے۔ اُس کے کوٹ کا کالر چہرہ
کی طرف لَوٹا ہوا ہے۔ چاروں طرف تیزی سے وہ نگاہ
دوڑاتا ہے اور اپنا ہیٹ اُٹھا لیتا ہے]
یہ تو۔ ایک دوست ہے!
ڈرنے کی کوئی بات نہیں... میرے پاس آؤ۔ مجھے
پا لیا نہ۔
شوہر۔ آداب [آہستہ سے]۔ لوگوں سے نہ بتاؤ کہ میں کون
ہوں۔ لیکن کیا میں تم سے کچھ کہہ سکتا ہوں؟
عورت۔ [سب کی طرف دیکھتے ہوئے] ساتھیو!
مزدور لوگ۔ اچھا سلام ہم لوگ جاتے ہیں۔
کل تک کے لئے!
عورت۔ سلام۔ کل تک کے لئے!

[مزدور باہر چلے جاتے ہیں]

شوہر۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ مَیں ایک مددگار کی حیثیت سے
یہاں نہیں آیا ہوں۔

عورت۔ میرے نوشگفتہ عارضی خواب کو صاف کرو۔

شوہر۔ صرف تمہارے رَویّے نے، جس سے میری عزّت میں
بٹّہ لگ رہا ہے۔ مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا۔

عورت۔ ایک شیر کی عزّت اور میرے کاموں سے خطرہ میں
پڑ جائے؟ بڑے تعجب کی بات ہے!! اچّھا تو کیا ووٹ
لیا گیا؟ اور کیا زیادہ تر لوگ تمہیں برادری سے خارج
کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں؟

شوہر۔ خدا کے لئے مذاق نہ کرو کیونکہ میں ان باتوں کا لحاظ
رکھتا ہوں جن کو تم حقارت کی نظر سے دیکھتی ہو۔ شرفا
کے زندگی کے قانون مجھ پر لاگو ہوتے ہیں۔

عورت۔ وہ ضابطے جو تم پر اور تم جیسوں پر اپنی مُہر لگاکر
چھوڑ دیتے ہیں!

شوہر۔ نہیں۔ وہ ضابطے جو اپنے آپ کو ہم سے منوا لیتے

ہیں، جن کی حکومت ہمارے کردار پر ہے...
تم میرے الفاظ سمجھ نہیں رہی ہو۔

عورت۔ میں تمھاری نگاہیں پہچان رہی ہوں۔

شوہر۔ مجھے پریشان نہ کرو۔

عورت۔ تمہیں۔ تمہیں...

شوہر۔ مختصر یہ کہ میں تمھاری نقل و حرکت پر پابندی عائد کرنے والا ہوں۔

عورت۔ تم...

شوہر۔ سماج کی مدد کرنے کا جذبہ جو تم اپنے اندر پاتی ہو ہمارے حلقہ میں بھی اُس کے لئے راہ نکل سکتی ہے۔
مثلاً تم ناجائز بچوں کے پالنے کا گھر قائم کر سکتی ہو۔
یہ کام کرنے کا ایک مناسب میدان ہے، یا ارحم پرورش ہو گی جس سے تمھیں نفرت ہے یہاں تک کہ تم جنھیں کامریڈ مزدور کہتی ہو وہ بھی غیر شادی شدہ ماؤں کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔

عورت۔ کہے جایئے۔ کہے جایئے۔

شوہر۔ تمھیں ہر کام کرنے کی آزادی نہیں ہے۔

عورت۔ میں آزاد ہوں۔

شوہر۔ مجھے اُمید ہے کہ تم میرا کچھ لحاظ کرو گی اور کچھ موقع محل دیکھ کر کام کرو گی۔ چاہے تم میرے خیالات کو سمجھ نہ سکو۔

عورت۔ مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ مجھے صرف اُس کام کی فکر ہے جسے کرنا ہے۔ مَیں اس مقصد کی خادم ہوں اور سمجھ لو کہ مجھے اس مقصد کی خدمت کرنا ہے۔

شوہر۔ آؤ میں تمھاری ذہنیت کا تجزیہ کر دوں، پھیلے ہوئے کام کرنے کی خواہش تمھارے ارادوں پر غالب ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمھاری اس خواہش میں جو ارادے کارگر ہیں وہ نیک نہیں ہیں۔

عورت۔ تمھارا ہر لفظ مجھے کتنی چوٹ پہنچا رہا ہے۔۔۔ تم نے کسانوں کے گھروں میں مریم کی تصویریں دیکھی ہیں؟ ان تصویروں میں دل میں تلوار بھونک دی گئی ہے۔

سیاہ خون کے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ وہ بھونڈی مذہبی جذباتی تصویریں۔ کتنی معمولی اور کتنی پُرعظمت . . .

تُم ___ تم . . . ذکر کرتے ہو نام نمود کے لئے میرے حوصلوں کی ؟

کتنی گہری خلیج میرے اور تمہارے درمیان پیدا ہوگئی ہے۔ کسی کھلواڑی جذبہ نے میری تقدیر میں یہ کایا پلٹ نہیں پیدا کی۔ خالص ضرورت نے ایسا کیا۔ وہ ضرورت جو میرے وجود کی انتہائی گہرائیوں میں بند ہے۔ یعنی انسان بننے کی ضرورت۔ ضرورت ___

اوہ ! سمجھو۔ سمجھو۔ ضرورت مجھے بدل رہی ہے۔ مزاج کی کیفیت، گھڑی بھر کے لئے کوئی شغل مجھے نہیں بدل رہا ہے۔ انسان بننے کی ضرورت نے مجھے بے قابو کر رکھا ہے۔

شوہر۔ ضرورت ؟ کیا تمہیں بھی ضرورت کے بارے میں گفتگو کا حق ہے ؟

عورت ۔ اوہ! مجھے رہنے دو ... اے میرے شوہر! میں
تمھیں سینہ سے لگا لوں، تمھاری آنکھیں چوم لوں
تم ... تم کچھ نہ کہو۔
شوہر ۔ میں جان بوجھ کر تمھیں دُکھ نہیں دوں گا ــــ یہ جگہ
ــــ ہماری باتیں لوگوں کو سنائی تو نہیں دے رہی
ہیں؟
عورت ۔ ممکن ہے کوئی کامریڈ ہماری باتیں سن رہا ہو ــــ
انھیں ایک رسمی ضابطہ کی ضرورت نہیں ہے کسی
احتیاط کے لئے ۔ کاش تم انھیں سمجھ سکتے، اُن کی
ضرورت کو محسوس کر سکتے ــــ وہ ضرورت جو ہم سب
کی ضرورت ہے ــــ جیسے ہم سب کی ضرورت ہونی
چاہئے! تم نے انھیں ذلیل کیا ہے اور اُن کی ذلت
تمھاری عزت کو خاک میں ملا رہی ہے ۔ اور اس طرح
اپنی تباہی کا نوشتہ تم نے خود لکھ دیا ... اپنی ترحم
کی نگاہوں کو اپنی آنکھوں ہی میں رکھو! میں جذباتی ہا

اعصابی بیماریوں کا شکار نہیں ہوں۔ نہیں، میں اُن
لوگوں میں اس واسطے ہوں کہ اعلیٰ احساس اور چند
دُکھ بھرے لمحے جو نیک کام کے لئے بنے ہیں وہی ہمارے
غرور اور کمزوریوں کو سکون دے سکتے ہیں! سُنو،
ایسے کام پڑے ہیں جو تمھاری وجہ سے شرمندہ ہو جاتے
ہیں۔ تمھیں کیا پتہ۔ ہاں جب تک کہ وہ تم پر زور سے
قہقہے نہ لگائیں جتنا کہ میں لگا رہی ہوں!

شوہر۔ تو اصلی بات تمھیں جاننی پڑے گی: خفیہ پولیس کو
معلوم ہو چکا ہے۔ حکومت تمھیں دیکھ رہی ہے۔ میری
بیوی، میں نے سرکار کے ساتھ وفاداری کی قسم
کھائی ہے۔ تم میری ترقی کی راہ کھوٹی کر رہی ہو۔

عورت۔ تو پھر ——؟

شوہر۔ میں صاف کہہ رہا ہوں کہ تمھارے کاموں کی وجہ
سے مجھے نقصان اُٹھانا پڑے گا اور یہ بھی یقین دلاتا ہوں
کہ اِن کاموں سے میرے احساسات کو بھی چوٹ لگتی ہے۔

جتنا ہی کہ تم حکومت کو نقصان پہونچاؤ گی۔ اُتنا ہی میری
ترقی کے دروازے بند کر دئے جائیں گے۔ تم دُشمن
کی امداد ہم لوگوں کے درمیان میں رہ کر کر رہی ہو۔
مجھے تم کو طلاق دے دینے کی صورتیں نکل آئی ہیں۔

عورت ۔ ایسی صورت میں ــــ اگر میں تمہارا نقصان کر رہی
ہوں ــــ اگر میں تمہارے راستے میں رُکاوٹ ہوں ــــ

شوہر ۔ اب بھی موقع ہے۔

عورت ۔ ایسی صورت میں ــــ میں تیار ہوں ــــ میں اپنے
کاموں کا الزام اپنے سر لیتی ہوں ۔ تم کوئی اندیشہ
نہ کرو کہ طلاق سے تمہیں کوئی نقصان ہو گا ۔
تُم ... تُم ۔ میری باہیں میری ضرورت کے ایسے
سمے میں تمہاری طرف بڑھ رہی ہیں ۔ میرے خون
کا رنگ تمہارے لئے شگفتہ ہو رہا ہے ــــ بغیر
تمہارے میں ایک مرجھائی ہوئی پتی ہو جاؤں گی ۔
تم میرے لئے وہ شبنم کی بوند ہو جس سے میری جیون

کلی کھلتی ہے۔ تم میرے لئے بسنت کے وہ جھونکے ہو جو
میری پیاسی رگوں میں دئے جلا دیتی ہو۔ ۔ ۔
ایسی راتیں بیتی ہیں جب نوخیز لڑکے نوجوانی کی سُرخ
رنج کی تپش میں کُودتے اُچھلتے چِلّاتے پھرتے تھے۔
اوہ! مجھے میدانوں، وادیوں، پھلواریوں میں لے چلو۔
مَیں مٹ کر تمھاری آنکھوں کو چوموں گی۔ ۔ ۔ مجھے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے بغیر میں بہت کمزور
ہو جاؤں گی، بے حد کمزور۔ ۔ ۔ مجھے معاف کرو۔ یہ
میری وقتی کمزوری ہے۔ میں تمھارا نظریہ سمجھتی ہوں۔
تمھارا خیال صحیح ہے۔ دیکھو، کل میں جنتا کے سامنے
کھڑی ہوں گی۔ کل میں بولوں گی۔ میں حکومت
پر حملے کروں گی۔ اُس حکومت پر جس نے وفادار
رہنے کی تم نے قسم کھائی ہے! کل مَیں اس نقاب کو
تار تار کر دوں گی جس کے پیچھے مُنہ بنانے والا خونی
چہرہ چھپا ہوا ہے۔

شوہر۔ لیکن یہ، تو۔ حکومت کے خلاف بغاوت ہے!

عورت۔ تمھاری سرکار جنگ کرتی ہے۔ تمھاری سرکار لوگوں کو دھوکہ دیتی ہے۔ تمھاری سرکار رعایا کو "لاوارث کو لوٹتی ہے۔ اُن کا خون چوس لیتی ہے اور اُن کو پیس ڈالتی ہے۔

شوہر۔ حکومت پاک ہے۔ جنگ اس کی زندگی کو بچا لیتی ہے۔ امن اعصاب کے مریضوں کا ایک واہمہ ہے اور جنگ مُصلح عارضی صُلح کو توڑ دیتی ہے۔ جنگ قانون ہے اور حکومتوں کی روح و رواں ہے۔ حکومتیں جنھیں بیرونی اور اندرونی دشمنوں کا دائمی خدشہ رہتا ہے۔

عورت۔ وہ جسم کیسے بچ سکتا ہے جسے وبا اور آگ نوالہ بنا چکی ہو؟ تم نے سیاسی تنظیم کا ننگا روپ نہیں دیکھا۔ کیڑے اُسے کھا رہے ہیں۔ سرمایہ داروں کی تھیلیاں عوام کے گوشت کا سودا کر کے پھول رہی ہیں۔ تم نے دیکھا ہی نہیں . . . میں جانتی ہوں، تم نے

اطاعت کی قسم کھائی ہے۔ تم اپنا کام کرتے ہو اور
تمہارا ضمیر مطمئن ہے۔

شوہر۔ کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟

عورت۔ میرا آخری فیصلہ۔

شوہر۔ تو۔ خدا حافظ۔

عورت۔ خدا حافظ۔

[شوہر باہر جانے ہی کو ہے]

کیا میں تمہارے ساتھ چل سکتی ہوں؟
آج آخری مرتبہ...
کیا میں بے شرم ہوں؟ کیا میں بے شرم ہوں۔
کیا میرے خون کا آخری قطرہ تک بے شرم ہے؟

[عورت اپنے شوہر کے پیچھے پیچھے چلتی ہے۔ اسٹیج اندھیرا ہو جاتا ہے]

دُوسری تصویر

[ایک خیالی منظر]

سٹّہ گھر کے اندرونی حصّے کی ایک جھلک۔ میز کے سامنے سرکاری ناظم بیٹھا ہوا ہے۔ اُس کے اردگرد مہاجن اور دلاّل۔ ناظم کا چہرہ شوہر کا سا ہے۔

ناظم۔ میں نے اندراج کیا۔

پہلا مہاجن۔ سامان جنگ کے کارخانے ۔ ۳۵۰

دوسرا مہاجن۔ ۴۰۰ لکھو۔

تیسرا مہاجن۔ میں ۴۰۰ کے در بیچتا ہوں۔

[چوتھا مہاجن تیسرے مہاجن کو آگے کھینچ لیتا ہے۔ پس منظر میں بولی بولنے والوں اور بیچنے والوں کی ملی جلی آوازوں کی گونج]

چوتھا مہاجن۔ [تیسرے مہاجن سے] سُنی خبر؟ فوج کا پیچھے ہٹنا ضروری ہو گیا ہے۔ بڑا حملہ ناکامیاب ہونے والا ہے۔

تیسرا مہاجن۔ اور ریزرو فوجیں؟

چوتھا مہاجن۔ یہ فوجیں کام کی نہیں۔

تیسرا مہاجن۔ ناکافی خوراک؟

چوتھا مہاجن۔ یہ بھی۔ حالانکہ پروفیسر اوہڑسے کا خیال ہے کہ ۹۵ فی صدی رائی نہایت ٹھاٹھ باٹھ کا کھانا ہے۔

تیسرا مہاجن۔ اور جرنیل؟

چوتھا مہاجن۔ بہت اچھے۔

تیسرا مہاجن۔ شائد شراب کافی نہیں ملتی؟

چوتھا مہاجن۔ بھٹی خانوں میں کام کی بہت زیادتی ہے۔

تیسرا مہاجن۔ پھر کمی کس چیز کی؟

چوتھا مہاجن۔ ہیڈ کوارٹرس کے جنرل نے ۹۳ پروفیسروں کو بلوایا ہے معہ سرکاری گلو بیر کے اور گلو بیر بالکل بیمار آدمی ہے۔ عجب عجب افواہیں اُڑ رہی ہیں۔

تیسرا مہاجن۔ مثلاً؟

چوتھا مہاجن۔ حقیقت حال سے بُورژوا حاقتوں کو نا واقف رکھنا ہے۔

تیسرا مہاجن ۔ کیا بگڑی ہوئی اور گمراہ محبّت فوجیوں کو کمزور کر دیتی ہے ؟

چوتھا مہاجن ۔ تمھیں تعجّب ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ آدمی آدمی سے نفرت کرتا ہے کسی بات کی کمی ہے ۔

تیسرا مہاجن ۔ کس بات کی ؟

چوتھا مہاجن ۔ زندگی کی میکانکیت افشا ہوگئی ۔

تیسرا مہاجن ۔ کس بات کی کمی ہے ؟

چوتھا مہاجن ۔ عوام کو اس کی ضرورت ہے کہ کوئی چیز انھیں اُکسائے ۔

تیسرا مہاجن ۔ کس چیز کی ضرورت ؟

چوتھا مہاجن ۔ بس مُحبّت ۔

تیسرا مہاجن ۔ بس اس کی ؟ یہ تو کافی مقدار میں اُنھیں فراہم ہے ۔ اور پھر جنگ ۔ ہمارا آلہ کار ۔ ہمارا سب سے بڑا آلہ کار جس سے دُنیا کا نظام چل رہا ہے ۔ بادشاہ، حکومتیں، وزیر، پارلیمنٹ، پریس اور گرجے جس کے

اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ گول دُنیا پر،
سمندروں پر ——
ہم اپنی لڑائی ہار چکے، تم کہتے ہو کہ ہار چکے!
کیا حساب کتاب یہیں آکر رُک جاتا ہے؟
چوتھا مہاجن ۔ نہیں تم غلط حساب لگا رہے ہو۔ غلطی پکڑ لی
گئی ہے۔ اب حساب درست ہو جائے گا۔
تیسرا مہاجن ۔ ایسا کیسے؟
چوتھا مہاجن ۔ بین الاقوامی صورت حال سے۔
تیسرا مہاجن ۔ اچھا کیا بھید بھی کھل گیا؟
چوتھا مہاجن ۔ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہم
اِس کو ڈھاک توپ سے پیش کرتے ہیں —— یہ بالکل
دیش پریم کی بات ہے۔ اور ہماری اِس ٹکسال سے
اس کا کوئی واسطہ نہیں جس کا بھاؤ گر چکا ہے۔
تیسرا مہاجن ۔ کیا وہ بھاؤ کافی گھٹا کے لکھا ہے؟
چوتھا مہاجن ۔ بڑے سے بڑے بینک اس کاروبار کی موافقت میں ہے۔

تیسرا مہاجن ۔ اور منافع ؟ ڈیوا ڈیڈنڈ ؟
چوتھا مہاجن ۔ دھما دھم ملتے رہیں گے ۔
تیسرا مہاجن ۔ یہ خاصی چیز معلوم ہو رہی ہے ؟
چوتھا مہاجن ۔ ہم اسے صحت گاہ کے نام سے پکارتے ہیں ۔
جہاں پر فتح حاصل کرنے کا عزم مستحکم اور قوی بنایا جاتا
ہے ۔ لیکن یہاں بدکاری کے لئے عورتیں فراہم کی جاتی
ہیں اور یہ جگہ ہے سرکاری چکلہ خانہ ۔
تیسرا مہاجن ۔ واہ واہ ! میں ایک لاکھ شئیر لوں گا ۔ ایک
اور سوال ہے : اس کا منتظم کون ہے ؟
چوتھا مہاجن ۔ فوج کے تجربہ کار جنرل ۔ قاعدے قوانین
کے ماہر ۔
تیسرا مہاجن ۔ کیا یہ نظام سوچ سمجھ کے تیار کیا گیا ہے ؟
چوتھا مہاجن ۔ ضابطہ کے مطابق جیسا میں نے کہا تین قیمتیں
اور تین درجے معین کئے گئے ہیں ۔
افسروں کے چکلے خانے ۔ رات بھر رہو ۔ نان کمیشن

افسروں کے چکلے خانے ۔ ایک گھنٹہ ۔ اور تیسرا چکلہ خانہ معمولی سپاہیوں کے لئے ۔ ۱۵ منٹ ۔

تیسرا مہاجن ۔ شکریہ ۔ بازار کب کھلے گا؟

چوتھا مہاجن ۔ جبھی کھل جائے ۔

[پس منظر میں شور وغل کی آواز ۔ تیسرا اور چوتھا مہاجن، دونوں پیچھے کو ہٹ جاتے ہیں]

ناظم ۔ نئی منظور شدہ: سود بیشی صحت گاہ لیمیٹڈ کمپنی ۔

پہلا مہاجن ۔ میرے پاس کوئی کیپشن خریدنے کے لئے نہیں ۔

دوسرا مہاجن ۔ ڈیو امیڈ نڈ دیکھتے ہوئے میرے لئے کوئی کیپشن نہیں رہی ۔

تیسرا مہاجن ۔ میں تو خریدوں گا ۔ ایک لاکھ، مقررہ بھاؤ کی در سے ۔

ناظم ۔ میں اندراج کرتا ہوں ۔

چوتھا مہاجن ۔ میں بھی اتنی ہی تعداد میں ۔

پہلا مہاجن [دوسرے مہاجن سے] یہ بہت سمجھ بوجھ کر

بولی بولتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ؟

دوسرا مہاجن۔ تار آیا! مغربی محاذ کی لڑائی میں ہار ہوئی۔

پہلا مہاجن۔ حضرات! مغربی محاذ کی لڑائی میں ہار ہوگئی!

[آوازیں، شور اور چیخیں]

آوازیں۔ ہار ہوئی!

آواز۔ اسلحہ بنانے کے کارخانے۔ ایک سو پچاس کے بھاؤ۔

آواز۔ رقیق آگ پھینکنے والا ٹرسٹ بکاؤ ہے

آواز۔ دوران جنگ میں دُعا مانگنے والی کتاب کی کمپنی بکاؤ ہے۔

آواز۔ زہریلی گیس بنانے کے کارخانے بکاؤ ہیں۔

آواز۔ قرضہ جنگ کے سارٹیفکٹ بکاؤ ہیں۔

تیسرا مہاجن۔ میں ایک لاکھ حصے اور لیتا ہوں۔

آواز۔ اوہو! ایسے گرتے ہوئے بھاؤ کے زمانہ میں!

آواز۔ کس نے ابھی کہا تھا کہ لڑائی میں ہار ہوگئی ؟

آواز۔ کیا یہ خبر صحیح ہے یا محض بازار کا بھاؤ گرانے کے لئے

پھیلائی گئی ہے؟ وہ ٹھنڈے دل سے دو لاکھ حصّے
مول لے رہا ہے!

دوسرا مہاجن۔ یہ تو پہلا سودا ہے۔ میں ایک سو پچاس کے
بھاؤ سے خریدوں گا۔

آواز۔ میں دو سو کے بھاؤ سے۔

آواز۔ میں تین سو کے بھاؤ سے۔

آواز۔ کون چار سو کے بھاؤ سے بیچے گا؟ میں بولی بول
رہا ہوں۔

ناظم۔ میں اندراج کرتا ہوں۔

چوتھا مہاجن۔ [تیسرے مہاجن سے] یہ سیانی لومڑی سب
اندازے لگا لیتی ہے!

تیسرا مہاجن۔ معاف کرنا۔ کیا ہمارا سب سے زبردست
آلہ محفوظ رہا؟

چوتھا مہاجن۔ اس میں بھی کوئی شک ہے؟ زندگی کی
میکانیک بہت آسان ہے۔ بات پھوٹ گئی تھی، پتہ

چل گیا ۔ اب روک تھام ہو گئی ہے ۔ بھاؤ کے یہ اُتار چڑھاؤ کچھ بھی نہیں بلکہ یہ تو ضروری ہیں : ہمارا مشینوں کی طرح چلنے والا قانون قائم رہے ۔ ہمارا نظام سلامت !

ناظم ۔ میں اندراج کرتا ہوں ۔

[گائیڈ داخل ہوتا ہے ۔ اس کا چہرہ **عورت** کے چہرہ سے حیرتناک حد تک ملتا ہے ۔ اُس پر موت کی اور شدید ترین زندگی کی لکیروں کا تانا بانا نظر آ رہا ہے ۔ وہ **عورت** کے آگے آگے ہے]

گائیڈ ۔ حضرات ! آپ بہت جلدی جلدی اندراج کر رہے ہیں آپ کا نظام انسانی رگوں کے خون پر حکمرانی کر رہا ہے ! آپ کا نظام نوعِ انسان پر کارفرما ہے ! آپ کے نظام میں ایک نقص ہے : انسانی فطرت ——— پاؤں کی ایک ٹھوکر اور قانون کا یہ مکان ڈھیر ہو جائیگا ۔ اس لئے خبردار ہو جاؤ !

(عورت سے) بولو، تم۔

عورت۔ (نرم آواز سے) حضرات۔ یہ مرد اور عورتیں ہیں۔
میں پھر کہتی ہوں، مرد اور عورتیں ہیں۔

[گائڈ اور عورت دھندلائی ہوئی پرچھائیوں کی طرح
آنکھ سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ اچانک خاموشی طاری
ہو جاتی ہے]

تیسرا مہاجن۔ ممبران کان میں ایک حادثہ ہو گیا۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ اب لوگوں کی دماغ خراب ہو رہی ہے۔

چوتھا مہاجن۔ تب تو میری تجویز ہے کہ یہ ایک خیراتی جلسہ
ہو جائے۔ سٹہ کی میز کے گرد ایک رقص ہو جائے۔
لوگوں کی حالت سنبھالنے کے لئے جلسہ کی آمدنی سب
غریبوں کو تقسیم کر دی جائے۔ اگر آپ سب کی رائے
ہو تو ایک ناچ کرا دیا جائے۔ میں اپنے چندہ میں جنگی
صحت گاہ کمپنی لمیٹڈ کا ایک حصہ نذر کرتا ہوں۔

آواز۔ لیکن عورتیں؟

پہلا مہاجن ۔ جتنی بھی چاہو ۔ باہر چوکیدار سے کہہ دو کہ پانچ سو دلفریب لڑکیوں کو بلوا لے ۔ اس درمیان ہیں ۔

سب مہاجن ۔ ہم سب چندہ دیں گے ۔ ہم لوگ ناچیں گے اور آمدنی غریبوں کو دی جائے گی !۔

[سونے کے سکّوں کی جھنکار ۔ مہاجن لوگ لمبی لمبی ٹوپیاں پہن کر سٹہ خانے کی میز کے گرد ناچنے لگتے ہیں ۔ اسٹیج اندھیرا ہو جاتا ہے] ۔

تیسری تصویر

اسٹیج اندھیرا رہتا ہے۔ عوام کے ساتھ مل کے گانے کی آواز (گویا بہت دور سے آ رہی ہے)۔

عوام۔ ہم لوگ ازل کے دن سے فلک بوس محلوں اور میناروں والے شہروں کے گڑھوں اور غاروں میں قید رہے۔ ہم بھینٹ چڑھا دئے گئے، ایک اندھے اور مُنہ چڑھانے والے نظام کی قربان گاہ پر۔ ہم جن کے چہرے آنسوؤں کی رات میں کھو گئے ہیں۔ ہم جو روزِ ازل سے بے ماں کے ہیں۔ کارخانوں کے اندھیرے غاروں سے ہم چلا رہے ہیں۔ کب ہم پریم کی دُنیا میں رہ سکیں گے؟ کب ہم اپنی خوشی سے کام کرنے کا موقع پائیں گے؟ نجات کب ملے گی؟

[اسٹیج اُجالا ہوتا جا رہا ہے۔ ایک بڑا ہال جھلک رہا ہے۔

پلیٹ فارم پر ایک تنگ اور لمبی میز۔ عورت بائیں جانب بیٹھی ہوئی ہے۔ مزدور مرد، عورتیں ہال میں بھرے ہوئے ہیں]۔

نوجوان مزدور عورتوں کا ایک جھنڈ:۔ تو لڑائی ہی لڑائی کا سبب ہے! ہرگز ہم لوگ اپنے مالکوں سے اب ٹال مٹول کی باتیں نہ کریں، نہ اپنے مقصد سے منہ موڑیں، نہ اپنے ارادوں کو کمزور ہونے دیں۔ ساتھیوں کا ایک گروہ مشینوں میں بارود بھر دے گا اور کارخانے ہوا میں بکھر جائیں گے۔ کل، کل۔ کیونکہ مشینیں ذبح کئے جانے والے جانوروں کی طرح ہمیں ایک گھیرے میں بند کئے ہوئے ہیں۔ مشینیں ایک شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ مشینیں روز روز ہمارے جسموں کو لوہے کی طرح پیٹ پیٹ کر اسکرو اور قبضے بنا رہی ہیں۔ اعشاریہ تین انچ کے اسکرو، اعشاریہ پانچ انچ کے اسکرو۔ یہاں تک کہ ہماری آنکھوں کے

پپوٹے سوکھ جاتے ہیں اور ہمارے ہاتھ زندہ جسموں پر
جھول جاتے ہیں۔ ڈھا دو کارخانوں کو! مشینیں مُردہ باد!
الگ الگ آوازیں۔ [ہال میں چلاتی ہوئیں] کارخانے
مُردہ باد! مشینیں مُردہ باد!

عورت۔ مجھے بھی مشینوں نے چُور چُور کر دیا تھا، نگل ڈالا تھا
اور ہلکان کر ڈالا تھا۔ میں بھی اندھی اور بے اختیار
ہوگئی تھی۔ اس مصیبت میں مَیں چلاّ اُٹھی تھی، مشینوں
کو توڑ پھوڑ کے رکھ دو۔۔۔ مگر وہ ایک سپنا تھا۔
اور وہ سپنا اچھا نہیں ہے جو آنکھوں کی روشنی کو
دُھندھلا دے۔ اے اندھیارے سے سہمے ہوئے
بچّو! تم دیکھتے نہیں کہ یہ بیسویں صدی ہے، معاملہ کا
فیصلہ ہو چکا ہے، مسئلہ طے ہو چکا ہے۔ یہ مشینیں کبھی برباد
نہیں کی جا سکتیں۔ زمین پر بارود بچھا دو اور صرف
رات بھر کام کرکے کارخانوں کو ہمیشہ کے لئے نیست و
نابود کر دو۔ بہار آنے کے پہلے ہی یہ مشینیں آگ چُگیں گی۔

پہلے سے زیادہ بیدردشکل - اب یہ نہیں ہوگا کہ کارخانے
ہمارے اوپر حکومت کریں اور ہم اُن کے حکومت کے
ذریعہ یا آلۂ کار بنیں - اب فیکٹریوں کو شائستہ زندگی
کی خدمت کرنا ہے - انسانوں کی روح کو کارخانوں
پر فتح حاصل کرنے دو -

نوجوان مزدوروں کا گروہ: تب تو ہمیں بھی کارخانوں
کے ساتھ مٹ جانا چاہیئے - نفرت اور غصّہ کے الفاظ
بول کر ہم اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں - مالک اپنے
محل بناتے جا رہے ہیں اور ہمارے بھائی خندقوں میں
پڑے سڑ رہے ہیں -

سبزہ زار، ناچ رنگ اور کھیل ہمارے اِرد گرد
اپنی بہاریں دکھاتے ہیں — ہم اپنی راتوں میں اِس کا
احساس کرتے ہیں، اور آسمان کی طرف مُنہ کرکے
چلاتے ہیں - ہمارے اندر بھی علم حاصل کرنے کا شوق
مَوجزن ہے . . . مگر جب انھوں نے ہماری زندگی کا

بہترین عنصر چھین لیا تو یہی رنگینیاں ہمیں کاٹنے دوڑنے لگیں
.... کبھی کبھی ہم لوگ اِن لطافتوں کو چھو لیتے ہیں ۔
تھیٹروں میں ۔ اِتنی چمکار بھری اِتنی لطیف کہ اپنے
حُسن سے یہ لطافتیں ہمارا مضحکہ اُڑاتی ہیں ۔ انھوں نے
ہماری جوانیاں اسکولوں میں مٹا دیں ۔ ہماری روحیں
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں اور ہماری زندگیاں چلاّتی ہیں
کمی ۔ ضرورت ۔ دُکھتی ہوئی ضرورت ۔ ہم لوگ ضرورت
اور احتیاج کے بدبودار بھاپ ہیں اور آج ہیں ہی
کیا ہم لوگ ؟ اب ہم لوگ انتظار نہیں کریں گے !
کھیت کے مزدوروں کا گروہ ۔ اپنی زمین سے ہمیں مار
بھگایا گیا ۔ پیسے والے مہاجن زمین خریدتے ہیں جس
طرح بازاری عورتوں کو خریدتے ہیں اور انھیں اپنا
کھلونا اور دل لگی کا ذریعہ بناتے ہیں ۔ ہماری پاک
اور متبرک زمین کو یہ ہمارے ہٹے کٹے بازوؤں
کو گولہ بارود بنانے والے کارخانوں میں جھونک دو

جہاں ہم اپنی جڑ سے اُکھڑ کر سوکھ جائیں۔ بے رس اور
اُداس شہر کی زندگی ہمیں توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ ہم
زمین چاہتے ہیں! سب کے لئے زمین!
عوام کا گروہ بڑے ہال میں۔ زمین سب کے لئے!
عورت۔ جب میں غریبوں کی بستیوں سے ہو کر گزری جہاں
بارش کے مٹیالے قطرے کھپریلوں سے ٹپکتے ہیں اور
سونے کے کمروں کی دیواروں پر کائی جمی ہے تو ایک
بیمار آدمی بڑبڑا رہا تھا۔ اِن بستیوں سے شہر کی گلیاں
بہتر ہیں، ضرور بہتر ہیں۔ ہم لوگ شہروں میں رہتے
ہیں، شہروں میں نا! اُس کی آنکھیں سہمی ہوئی تھیں۔
میں اُسے دیکھ کر شرمندہ ہو رہی تھی... لیکن بھائیو
اس کا علاج جاننا چاہتے ہو؟ صرف ایک ہی علاج
جو ہم کمزوروں کے پاس ہے۔ ہم کمزور جو توپوں سے
نفرت کرتے ہیں، ہمارے پاس صرف ایک علاج۔
ہڑتال! ایک ہاتھ بھی کام کرتا ہوا نظر نہ آئے!

ہڑتال عمل ہے۔ تب ہم غریبوں کو چٹانوں کی طرح
مضبوط ہو کر ہم کمزور لوگ کسی تشدّد یا مارکاٹ کے بغیر
اپنی زنجیریں اور بیڑیاں توڑ پھینکیں۔ ایسا کوئی ہتھیار
ہے ہی نہیں جو ہمیں جیت سکے۔ ہماری بے زبان
نوجوں کو آواز دو، ہڑتال کی پکار لگاؤ۔
میری سنو: میں ہڑتال کرنے کے لئے کہتی ہوں۔
ان چھ برسوں سے دولت کا شیطان ہمارے جسموں
کو پھاڑے کھا رہا ہے اور ہماری گلیوں میں حاملہ
عورتیں بھوک کے مارے ان جنے بچے کے بوجھ سے
تھک کر گر پڑتی ہیں۔ ہمارے گھروں سے یہ کڑدی
ضرورتیں وبائیں اور وحشتیں اور گرسنگی گھور رہی
ہیں۔ لیکن وہاں، دیکھو ادھر وہاں، اشرفیوں کے
توڑے اپنی رنگ رلیوں اور بدمستیوں کو بے اختیار
اُگل رہے ہیں اور سخت مشکل حاصل کی ہوئی فنخیں
شراب کی جھاگ میں ڈوب جاتی ہیں۔ عیش کی لہریں

سُنہری قُربان گاہ کے گرد مست ہو کر ناچ رہی ہیں لیکن
باہر دہاں — دیکھو اپنے بھائیوں کے پیلے چہرے۔
اُن کے جسموں میں شام کی خُنکی نے کلبگلی محسوس ہوتی
ہے۔ کیا تمھیں سڑن نہیں محسوس ہوتی؟ کیا تمھارے
کانوں میں چلاّنے کی آوازیں نہیں آتیں؟ بتاو مجھے
تُم انھیں یہ پکارتے ہوئے نہیں سُنتے "تمھاری یاری
آگئی! ہم بے بس، ہم جنھیں توپوں کے ساتھ
زنجیروں سے باندھ دیا گیا ہے، ہم تمھیں آواز دیتے
ہیں، تم سے چلاّ کر کہہ رہے ہیں: تم لوگ! ہمیں
مدد پہو نچاؤ! تم لوگ! ہمارے لئے ایک پُل تعمیر کرو!"...
میری بات سُنو: میں ہڑتال کا نعرہ لگاتی ہوں!
اب جو اسلحہ خانوں میں کام چالو رکھے گا وہ اپنے
بھائی کے ساتھ دغا کرتا ہے۔ دغا سے بھی بڑھ کر کرتا
ہے وہ اپنے بھائی کا خون کرتا ہے:۔ اور تم عورتو!
پُرانی روایت کو یاد کرو کہ جو عورت ہتھیار بناتی ہے

وہ بانجھ ہو جاتی ہے! یاد کرو اپنے شوہروں کو جو مصیبتیں جھیل رہے ہیں! ہڑتال! بڑے کمرہ میں

عوام ۔ ہمارا نعرہ ہڑتال!

ہمارا نعرہ:

ہڑتال!

[عوام کے مجمع میں سے بے نام باہر آتا ہے اور پلیٹ فارم کی طرف جلدی جلدی جھپٹ کر بڑھتا ہے اور میز کے داہنے جانب کھڑا ہو جاتا ہے]

بے نام ۔ جسے پل بنانا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ اس کی بنیاد کو دیکھ لے ۔ ایک ہڑتال صرف آج ہی بھر کی اسی طرح ہے جیسے کہ پل بغیر کھمبوں کے ۔ ہمیں ایک ہڑتال سے زیادہ کی ضرورت ہے ۔ ہڑتال زیادہ سے زیادہ ایک بار عارضی سمجھوتہ کرا سکے گی ۔ ایک عارضی سمجھوتہ، اس سے زیادہ نہیں ۔ جنگ کو دنیا سے ہمیشہ کے لئے مٹا دینا چاہئے! لیکن سب سے پہلے ایک

نہ

آخری، بے لاگ، بیدرد جنگ لازمی ہے!

جنگ کو ختم کر کے کیا ملے گا؟ جو امن تم پیدا کروگے وہ تمھاری

تقدیر جونوں کی توں چھوڑ دے گی۔ اِدھر امن کا ایک

دکھاوا ہے اور تمھارے لئے وہی تمھاری پرانی بدنصیبی

اُدھر ایک جنگ ہے اور دھرتی پر ایک نیا نظام۔

احمقو! بنیادوں کو توڑ دو۔ توڑ دو میں کہتا ہوں بنیادوں کو

توڑ دو! سونے چاندی کے سہارے سہارے کھڑی

ہوئی سڑتی گلتی عمارت کو اس انتقام لینے والے سیلاب

کے ریلے میں بہ جانے دو۔ جس نظام کی ہم تعمیر کریں گے

وہ زیادہ اچھا اور چین سکھ سے رہنے کے قابل ہوگا۔

کارخانے مزدوروں کی ملکیت ہیں، حضرت سرمایہ

کی ملکیت نہیں ہیں۔ وہ وقت گذر گیا جب ہماری جھکی

ہوئی پیٹھیں للچا کے حضرت سرمایہ کو اپنے اوپر بٹھا

بٹھا لیتی تھیں کہ وہ دور دراز کے خزانوں تک نظر

دوڑا سکیں۔ وہ زمانہ گذر گیا جب حضرت سرمایہ

ہماری پیٹھوں پر سوار ہو کر دوسرے ملک کے لوگوں کو
غلام بنانے کے لئے لڑائی کی سازش فرمایا کرتے تھے
اور جھوٹ بولنے والے اخباروں سے چیخ پکار اٹھواتے
تھے۔ "تمہارا وطن! تمہارے وطن کے لئے!"۔۔۔
اور اس چیخ پکار کے تلے دب جاتی تھی اصلی آواز:
"میرے لئے! میرے لئے!"۔۔۔
گذر گیا وہ زمانہ! تمام ملکوں کے عوام آواز سے آواز
سے آواز ملا کر چلا رہے ہیں: کارخانے مزدوروں کے
ہیں اور اختیارات مزدوروں کے ہیں۔ ہر چیز
سب کے لئے بنی ہے! میں ہڑتال سے بھی بڑی چیز
کرنے کو کہتا ہوں، میں کہتا ہوں: جنگ! میں کہتا
ہوں: **انقلاب!**
ہمارا دشمن، وہاں اوپر، ہماری خوبصورت تقریروں کی
پرواہ نہیں کرتا۔ ضرورت ہے کہ تمہاری طاقت اسکی
طاقت سے ٹکر لے!

طاقت ... . طاقت

ایک آواز ۔ ہتھیار!

بے نام ۔ ہاں، تمھیں بس ہتھیاروں کی ضرورت ہے ۔
ٹاؤن ہال پر حملہ بول دو اور جو ہتھیار اُس میں بند
ہیں نکال لو: تمھارا جنگ کا نعرہ ہو: فتح!

عورت ۔ سنو ۔ میں ایسا نہیں ——

بے نام ۔ ساتھی، خاموش! فقیروں کے مصافحوں سے
اور گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگنے سے بچے نہیں
پیدا ہوتے ۔ تپ دق کے مریض شوربہ اور ٹھرّا
شراب کے پلانے سے اچھے نہیں ہوتے! ایک پیڑ
کو گرانے کے لئے ضرورت پڑتی ہے کلہاڑی کی۔

عورت ۔ سنو میری بات ۔ میں نہیں چاہتی تازہ خونریزی

بے نام ۔ خاموش، ساتھی خاموش رہو —— تمھیں کیا
معلوم؟ میں مانتا ہوں کہ تم کو ہماری ضرورتوں
کا احساس ہے لیکن کیا تم نے بھی دس گھنٹے لگاتار
کسی کان کے اندر کام میں کھڑے کھڑے گذارے

ہیں؟ دن کے دس دس گھنٹے کانوں میں، شام میں
مسمار جھونپڑوں میں، یہی روز بروز عوام کی تقدیر
ہے ۔ تم عوام نہیں ہو! میں ہوں عوام! عوام تقدیر ہیں۔

بڑے کمرہ میں عوام ۔ تقدیر ہیں . . .

عورت ۔ ذرا سوچو ۔ عوام بے بس ہیں ۔ عوام کمزور ہیں ۔

بے نام ۔ کتنی اندھی ہو تم! عوام مالک کل ہیں! عوام
طاقت ہیں!

بڑے کمرہ میں عوام ۔ طاقت ہیں!

عورت ۔ میرے جذبات ڈانواں ڈول طور پر مجھے
اُکسا رہے ہیں ہیں — پھر بھی میرا ضمیر چلا رہا ہے:
نہیں!

بے نام ۔ ساتھی، خاموش ۔ مقصد حاصل کرنے کے لئے!
ایک فرد، اُس کے احساسات، اُس کے ضمیر کی کیا
اہمیت؟ عوام کی اہمیت! سوچو تو ۔ صرف ایک
خونی لڑائی! اس کے بعد ہمیشہ کے لئے امن نقلی
امن نہیں جیسے پہلے ہوتا تھا کہ نقلی امن کی اوٹ میں

جنگ چھپی ہوئی ہوتی تھی۔

مضبوط کی جنگ کمزوروں کے خلاف، لوٹ کے لئے، لالچ کے لئے جنگ! اسے سوچو: خاتمہ مصیبت کا! اسے سوچو: جب ہر قوم کے لئے آزادی کی صبح ہو رہی ہے۔ اس وقت ایک جرم دھندلا کر بچوں کی کہانی بن جاتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ میں لاپروائی سے تمہیں مشورہ دے رہا ہوں؟ جنگ ہمارے لئے ایک اٹل ضرورت بن گئی ہے۔ تمہارے الفاظ ہمارے گروہ میں پھوٹ ڈال دیں گے۔ مقصد کے لئے ساتھی خاموش رہو۔

عورت۔ تم... ہو... عوام ... تم ... سچ کہتے ہو۔

بے نام۔ پل کی بنیاد دیں ڈالو! جو کوئی ہمارے راستے میں حائل ہو، اسے کچل دو! عوام عمل ہیں۔

عوام بڑے حال میں۔ [تیزی سے نکلتے ہوئے] عمل!

[اسٹیج دھندلا اٹھتا ہے]

چوتھی تصویر

[ایک خواب نما تصویر]

ایک صحن چاروں طرف سے اونچی دیواروں سے گھرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

رات۔ صحن کے بیچ میں ایک لالٹین زمین پر رکھی ہوئی مدھم مدھم روشنی دے رہی ہے۔ صحن کے گوشوں سے عوام کے سنتری نکل رہے ہیں۔

پہلا سنتری۔ [گاتا ہے] میری ماں نے ایک رات ایک گڑھے میں مجھے جنا۔

واہ ۔ واہ ۔ واہ

ہوں ۔ ہوں ۔ ہوں

دوسرا سنتری ۔ باپ نے ایک رات نشہ میں مباشرت کی اور میں حمل میں آگیا۔ اور پھر میرے بارے میں

بالکل بھول گیا۔

سب سنتری ۔ واہ ۔ واہ ۔ واہ

ہوں ۔ ہوں ۔ ہوں۔

تیسرا سنتری ۔ ماں باپ نے تین برس مجھے پالا، اور
اب تو میری دسا سزا یافتہ قیدیوں کی سی ہے ۔

سب سنتری ۔ واہ ۔ واہ ۔ واہ۔

ہوں ۔ ہوں ۔ ہوں۔

[کسی جگہ سے بے نام بھوت کی طرح بے پاؤں کی
آواز کے بڑھ آتا ہے اور لالٹین کے پاس آکر کھڑا
ہو جاتا ہے]۔

پہلا سنتری ۔ میرے باپ نے مجھے گھر میں رکھا لیکن خرچ
دینا بھول گیا۔

سب سنتری ۔ واہ ۔ واہ ۔ واہ

ہوں ۔ ہوں ۔ ہوں۔

دوسرا سنتری ۔ میری ماں مصیبت کی ماری مردود کو

پھانسنے کے لئے گلیوں کا چکر کاٹتی ہے۔

سب سنتری۔ واہ - واہ - واہ

ہوں - ہوں - ہوں

تیسرا سنتری۔ سیٹھ، مہاجن لوگ چناؤ کے دن میری شکایت کرتے تھے۔

سب سنتری۔ واہ - واہ - واہ

ہوں - ہوں - ہوں

بے نام - ناچ شروع کرو۔ گت میں دیتا ہوں۔

سنتری: ٹھہرو! کون جا رہا ہے؟

بے نام - کیا میں نے بھی تمہارا نام پوچھا تھا، تم جو بے نام کے ہو؟

سنتری - پہچان کے لئے کوئی نام بتاؤ۔

بے نام - عوام بے نام ہیں۔

سنتری - بے نام جیسے ہم سب۔

بے نام - میں تمہارا ناچ شروع کر دیتا ہوں۔

ہیں عمل میں تمھارا پیش رو ہوں۔

[بے نام باجہ بجانے لگتا ہے۔ اُکسانے والی گتیں
نکلنے لگتی ہیں جو کبھی جو اس خمسہ کو سیر کر کے سُلا دیتی ہیں
اور کبھی طوفانی جوش اور جذبات سے بھری ہوئی ہوتی
ہیں۔ ایک آدمی جسے سزائے موت مل چکی ہے اپنی
گردن میں ایک رسّی ڈالے ہوئے تاریکی سے باہر نکلتا
ہے]

پھانسی پانے والا۔ اُن سبھوں کی طرف سے جنھیں سزائے
موت مل چکی ہے ہم ایک آخری ترحّم کی استدعا کرتے
ہیں: ہمیں بھی ناچ میں شریک ہونے دو۔ ناچ تمام
چیزوں کا جوہر ہے۔ زندگی ایک ناچ سے پیدا ہوئی ہے
اور ہمیں ناچنے کو اُکساتی ہے ــــ ارمانوں کا ناچ،
ماہ وصال کا ناچ۔ موت کا ناچ۔

سنتری۔ پھانسی پانے والوں کی آخری خواہش کو ضرور پورا
کرنا چاہئے! ہم تمھیں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

بے نام ۔ آؤ، یہاں ہم سب سکے سب پرچھائیاں ہیں۔
پھانسی پانے والا ۔ اے وہ لوگ جنھیں سزائے موت دیجا
چکی ہے! اپنے اپنے تابوت نیچے رکھ دو اور کھڑے
ہو جاؤ ۔ آخری ناچ کے لئے ۔

[دوسرے سزائے موت پانے والے اپنے
گردنوں میں رسّیاں ڈالے اندھیرے سے باہر نکلتے ہیں
(فاحشہ عورتوں کے ساتھ) وہ سنتریوں کے ساتھ مل کر
بے نام کے اِردگرد ناچتے ہیں۔]

سنتری ۔ [گاتے ہوئے] گڑھے میں وہ مجھے جنی . . . . .
جانوروں کی طرح مجھے پیدا کرکے
کوئی خبر نہ لی ۔

[وہ ناچتے جاتے ہیں ۔ کچھ دیر بعد:]

جیل میں میری عمر کٹی . . . . .

[وہ ناچتے جاتے ہیں ۔ بے نام آدمی یکایک ناچنا بند
کردیتا ہے ۔ فاحشہ عورتیں اور سزائے موت پانے والے

آدمی صحن کے ایک گوشے میں دبک جاتے ہیں ۔ رات ایک
نگل جاتی ہے سنتری اپنے اپنے پہرہ پر پھر آجاتے ہیں ۔
بے نام کے اردگرد خاموشی طاری ہو جاتی ہے ۔ گائیڈ
سنتری کی شکل میں دیوار چیرتا ہوا نکلتا ہے ۔ وہ عورت
کو گلے سے لگائے ہوئے ہے ۔]

گائیڈ ۔ راہ کڑی ہے لیکن راہ کی آخری منزل پورا صلہ دیتی
ہے ۔ اُدھر دیکھو ۔ کھیل شروع ہی ہو رہا ہے اگر اُدھر
جی کھنچتا ہو تو شریک ہو جاؤ ۔

[ایک سنتری قیدی کو اندر لاتا ہے جس کا چہرہ
شوہر سا ۔ اور بے نام تک پہنچا دیتا ہے]

بے نام آدمی ۔ عدالت نے پھانسی کی سزا کا حکم دیا ۔

سنتری ۔ اس نے خود اپنے کو سزائے موت دی ۔ خود اس نے
ہم پہ گولی چلائی ۔

قیدی ۔ موت !

بے نام ۔ کیا تمھیں ڈر لگ رہا ہے ؟ سُنو ۔

سنتری ، بولو: ہمیں سزائے موت کے الفاظ کس نے سکھائے؟
ہمیں ہتھیار کس نے دئے؟ کس نے نعرے لگائے سفاوت
اور شاندار کام؟ ہنسا اور تشدد کو کس نے پاک اور قابل
تعظیم بنایا؟
سنتری - اسکولوں نے - فوج کی بارکوں نے۔ جنگ نے جو
ہمیشہ سے ہو رہی ہے۔
بے نام - طاقت! . . . طاقت!
تم نے گولی کیوں چلائی؟
قیدی - میں نے حکومت کی وفاداری و اطاعت کی
قسم کھائی تھی۔
بے نام - تب تم جان دے رہے ہو اپنے آدرش کے لئے۔
سنتری - کھڑے ہو جاؤ - دیوار سے پیٹھ لگا کر۔
بے نام - کیا رائفلیں بھری ہوئی ہیں؟
سنتری - بھری ہوئی ہیں۔
قیدی - (دیوار سے لگا ہوا) ہائے زندگی! زندگی!

[عورت گا ئمڈسے اپنے آپ کو چھڑا کر الگ ہو جاتی ہے]

عورت ۔ گولی مت چلانا! یہ میرا شوہر ہے ۔ اُسے معاف کر دو جیسے میں نہایت بُردباری سے معاف کر رہی ہوں چھما میں بڑی شکتی ہے ۔ معافی تمام کشاکش سے پرے!

بے نام ۔ کیا وہ ہمیں معاف کرتے ہیں؟

عورت ۔ کیا وہ جنگ لڑتے ہیں مردوں اور عورتوں کے لئے؟ کیا وہ لڑتے ہیں تمام انسانوں کے لئے؟

بے نام ۔ صرف عوام سب کچھ ہیں۔

سنتری ۔ دیوار سے پیٹھیں لگا لو!

ایک سنتری ۔ معاف کرنا کمزوری ہے ۔ کل میں اُن سے بھاگ نکلا جو ہمارے دشمن ہیں ۔ انھوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ دیوار سے پیٹھ لگا کر کھڑا ہو جا ۔ میرے جسم پر اُن کے کوڑوں کے نشان تھے ۔ میرے پاس وہ آدمی کھڑا تھا جو مجھے قتل کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اُنھوں نے

مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی قبر کھود دوں۔
فوٹوگرافر منتظر تھے کہ اپنی پلیٹوں کو اِس منظر سے داغدار
بنا دیں۔ وہ قتل کے بھوکے تھے . . . . میں تھوکتا
ہوں انقلاب پر اگر قتل کرنے والوں کے ہاتھوں ہم بیوقوف
بنائے جانے والے ہیں اور ہمارا مضحکہ اڑایا جانے
والا ہے۔ میں تھوکتا ہوں انقلاب پر۔

سنتری ۔ لگ جاؤ دیوار سے !

[قیدی کا چہرہ ایک سنتری کے چہرہ کی شکل میں
تبدیل ہو جاتا ہے۔ عورت ایک سنتری سے مخاطب
ہوتی ہے]

عورت ۔ کل تم دیوار سے لگ کر کھڑے تھے۔ آج تم دیوار
سے لگ کر کھڑے ہو۔ تم وہ ہو جو آج کھڑے ہو دیوار
سے پیٹھ لگائے۔ اے آدمی تم وہی ہو! تم اپنے
آپ کو پہچانو تم وہی ہو!

سنتری ۔ صرف عوام سب کچھ ہیں۔

عورت ۔ صرف آدمی سب کچھ ہے ۔

تمام سنتری مل کر ۔ صرف عوام سب کچھ ہیں ۔

عورت ۔ میں اپنے آپ کو سونپتی ہوں، بنی نوع انسان کو ۔

[سنتری بھونڈی ہنسی ہنستے ہیں]

عورت ۔ [اپنے شوہر کے ساتھ کھڑی ہو کر] تو مجھے گولی مار دو ! میں سب کچھ چھوڑتی ہوں ۔

[اسٹیج پھر اندھیرا ہو جاتا ہے]

پانچویں تصویر

[ہال کا کمرہ - بکھرا کیوں سے بھور ہونے کے آثار نظر آرہے ہیں - پلیٹ فارم پر ایک اُداس اور بے کیف روشنی پڑ رہی ہے۔ عورت لمبی میز کے بائیں طرف بیٹھی ہے - بے نام داہنی طرف ہے - ہال کے دروازہ پر عوام کے سنتری ہیں - ہال میں اِکا دُکا مزدور مرد اور عورتیں میزوں کے سہارے دبک کر بیٹھے ہیں]

عورت - اِس آخری گھنٹے کے اندر کیا کوئی خبر آئی؟

میں سو گئی تھی - کامریڈ مجھے معاف کرنا۔

بے نام - خبر کے بعد خبر چلی آرہی ہے - لڑائی لڑائی ہے۔ یہ خونی کھیل ہے۔ طاقتوں اور ٹھنڈے دل سے فیصلوں کا - آدھی رات کے پہلے ہم نے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا تھا، ایک بجتے بجتے پھر اُسے ہم ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ اور اب ہماری فوجیں حملہ کرنے کے لئے پھر بڑھ رہی ہیں! اس وقت

ہمارا قبضہ ڈاک خانہ پر ہو گیا ہے۔ اپنے مقصد کے لئے
جو کام ہم نے کئے ہیں اُن کی خبریں لوگوں تک پہنچا
رہے ہیں۔

عورت ۔ ہمارا کام، ہمارا مقصد! کتنے پاکیزہ الفاظ ہیں!

بے نام ۔ پاکیزہ الفاظ، ساتھی!
یہ الفاظ چاہتے ہیں، فولاد کے ہتھیار۔ یہ الفاظ
چاہتے ہیں، شعلہ افشاں، نرم دل تقریروں سے
بڑھ کر کوئی چیز۔ یہ الفاظ چاہتے ہیں، بے لاگ
لڑائی۔

[کچھ لمحوں کے لئے خاموشی ہال میں جھلملانے لگتی ہے]

عورت ۔ کامریڈ، اب بھی میں اسے برداشت نہیں کر سکتی
ہوں۔ خونریز لڑائی غلام بناتی ہے۔

بے نام ۔ روحانی قوت کی جنگ بھی غلام بناتی ہے۔ ساتھی
چونکو نہیں، مجھے برہنہ حقیقتوں کا احساس ہے۔ اگر
میں تمھاری طرح یقین کرتا تو بیراگی بن کر ہمیشہ

کے لئے مون برت دھارن کر لیتا۔

[ہال پر گہری خاموشی چھا جانے ہی کو ہے۔ پہلا مزدور آتا ہے]

پہلا مزدور۔ مجھے یہ خبر دینی ہے کہ ہم اسٹیشن پر تین بار دھاوا بول چکے ہیں۔ اسٹیشن کا میدان لاشوں سے پٹا پڑا ہے۔ دشمن کھائیوں میں خوب محفوظ ہے اور مُصلح ہے۔ رقیق آگ سے، بارود بھری سُرنگوں سے، زہریلی گیس سے۔

بے نام۔ تین بار تم نے دھاوے کئے۔ چوتھی بار؟

پہلا مزدور۔ چوتھے بار کی نوبت نہیں آئی۔ دشمن نے اپنی گھری ہوئی خندقوں کو چھوڑ کر حملہ بول دیا۔

بے نام۔ تم اپنی جگہ جمے رہے۔ کیا تمہیں کمک کی ضرورت ہے؟

پہلا مزدور۔ ہم لوگ برباد ہو گئے۔

بے نام۔ ایسی رکاوٹوں کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہئے۔ سنو:

تیرھویں ضلع میں جاؤ ۔ ریزرو فوجیں وہاں ہیں ۔ جاؤ ۔
جلدی جاؤ!

[مزدور جاتا ہے]

عورت ۔ آدمی مارے گئے ۔ اُس نے کہا ۔ سیکڑوں آدمی ۔
کیا میں نے جنگ کے خلاف کل آسمان کی طرف چلّا کر
دُہائی نہیں دی تھی — اور آج میں یہ بات ہونے
دے رہی ہوں کہ میرے بھائی موت کے گھاٹ اُتار
دئے جائیں؟

بے نام ۔ تمھارے خیالات پراگندہ ہیں ۔ کل کی لڑائی میں
ہم لوگ غلام تھے ۔

عورت ۔ اور آج؟

بے نام ۔ آج کی لڑائی میں ہم لوگ آزاد ہیں ۔

[ایک بے چین خاموشی]

عورت ۔ دونوں لڑائیوں میں . . . . عوام . . . .
دونوں لڑائیوں میں . . . . آدمی . . . .

[خاموشی بے قابو ہو جاتی ہے۔ ایک دوسرا
مزدور تیزی سے اندر داخل ہوتا ہے]

دوسرا مزدور۔ ڈاک خانہ ہاتھ سے نکل گیا! ہمارے آدمی
بھاگ رہے ہیں! دشمن سے کوئی زور بات کی اُمید
نہیں! قیدیوں کی تقدیر موت!

(پہلا مزدور تیزی سے داخل ہوتا ہے)

پہلا مزدور۔ مَیں تیرھویں ضلع سے آرہا ہوں ــــ میری
کوشش ناکامیاب رہی۔ گلیوں اور سڑکوں پر مورچہ
بندی ہو گئی ہے۔ پورے ضلع نے ہتھیار ڈال دیا ہے۔
ہمارے آدمی اپنے ہتھیار دشمن کو سونپ رہے ہیں۔

تیسرا مزدور۔ شہر ہاتھ سے نکل گیا! ہمارا کام بگڑ گیا!

عورت ــ بگڑنے والا تو ہے ہی۔

بے نام ــ ایک بار اَور: ساتھی خاموش رہو! عمل کامیاب
نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ ہماری فوجیں آج نہایت کمزور ہیں
لیکن کل فوج کے تازہ دستے دھاڑتے ہوئے سنائی پڑیں گے۔

[چوتھا مزدور ہال کے کمرہ میں چلاّتا ہوا داخل ہوتا ہے]

چوتھا مزدور ۔ وہ بڑھ رہے ہیں ! اُف بھیانک قتل !
میری بیوی کو گولی مار دیا ! میرا باپ، گولی مار دیا !

بے نام ۔ انھوں نے جنتا کے لئے جان دی . . . .
مورچے تیار کرو !
اب بھی ہم حملہ روک لیں گے !
ہمارا خون کھیل دے گا ! آنے دو اُنھیں !

[مزدور ہال میں گھس آتے ہیں]

پانچواں مزدور ۔ وہ عوام کو گھاس کی طرح کاٹ رہے ہیں ۔ مرد، عورت، بچے، سب کو ! ہم کبھی ہار نہیں مانیں گے ۔ قیدی مویشیوں کی طرح ذبح ہونے کے لئے ! وہ عوام کو گھاس پھوس کی طرح کاٹ رہے ہیں ۔ ہم کو مسلح ہونا چاہیئے ۔ لڑائی کے قانونوں نے سپاہیوں کی جان بچا دی ۔ لیکن ہمیں اُن جنگلی جانوروں کی طرح گولی ماردی جاتی ہے جو اپنے پنجروں سے

بھاگ نکلے ہیں۔ ہمارے سروں کی قیمت لگی ہوئی ہے لیکن
ہمارے پاس ہتھیار ہے اور یورڈ وا قیدی ہیں ہیں نے
حکم دے دیا ہے کہ آدھے تو گولی مار دئے جادیں اور
اس طرح جو آدھے بچیں گے وہ ہمارے "شاک ٹروپ"
ہو جائیں گے۔

بے نام۔ تم اپنے بھائیوں کا انتقام لے رہے ہو۔۔۔۔
عوام صدیوں کی ناانصافیوں کے انتقام ہیں۔
عوام انتقام ہیں!

مزدور۔ انتقام!

عورت۔ ٹھہر جاؤ! جنگ نے تمھیں دیوانہ بنا رکھا ہے۔ میں
تمھاری راہ روکتی ہوں۔ عوام کو ایسی جماعت ہونا
چاہئے جو محبت کے رشتے سے بندھی ہو۔ عوام کو ایک
برادری ہونا چاہئے۔ برادری انتقام نہیں ہے۔ برادری
تمام مظالم اور بے انصافیوں کی بنیاد ڈھا دیتی ہے۔
اور انصاف کا بیج بوتی ہے۔ انسانیت انتقام پر آمادہ

ہو کر نیست و نابود ہو جاتی ہے ․ ․ ․ ․

آدھوں کو گولی ماردی گئی ؟ یہ تو اپنا بچاؤ نہیں تھا ـــــ اندھا غصہ تھا ، مقصد کی خدمت نہیں تھی ! کیا تم بھی اُسی جذبہ سے آدمیوں کو مارتے ہو جس جذبہ سے حکومت اُن کو مارتی ہے ؟ باہر جو بچے ہوئے آدمی ہیں میری پناہ میں ہیں ایسی عوام کے لئے اپنے ضمیر کو خاموش کرنے کے لئے تیار تھی ۔ مَیں چلّا رہی ہوں : نظام کو تار تار کر دو ! لیکن تم انسانیت ہی کو مٹا کر رکھ دو گے ۔ نہیں ، میں خاموش نہیں رہ سکتی ، آج نہیں ! وہ قیدی آدمی ہیں جو کراہتی ہوئی ماؤں کے خون سے پیدا ہوئے ہیں ـــــ وہ آدمی ہیں اور انسانیت کے اٹل قانون کے مطابق ہمارے بھائی ہیں ـــــ

بے نام ۔ میں آخری بار کہتا ہوں : کامریڈ ۔ خاموش ! طاقت ! طاقت ! وہ ہمارے جسموں کو نہیں چھوڑتے :

یہ تلخ لڑائی پارسا جذبات سے نہیں جیتی جا سکتی ——
اس عورت کی بات پر دھیان نہ دو —— یہ تو اس کے
جنس کی فضول بک بک ہے۔

عورت۔ میں کہتی ہوں، رُک جاؤ! اور تم... تم کون ہو؟
کیا طاقت کی حرص و ہوس جو صدیوں سے محبوس تھی،
آج تمھیں اُکسا رہی ہے! کون... کون ہو تم؟ یا خدا
کون ہو تم؟ قاتل یا بچانے والے؟ قاتل ... یا
... بچانے والے؟ بے نام ہو —— دیکھیں تو تمھارا
چہرہ؟ تم ہو —— کون؟

بے نام۔ عوام!

عورت۔ تم... عوام! میری برداشت سے باہر ہو!
میں پشت پناہ ہوں اُن آدمیوں کی جو باہر ہیں۔ میں
کئی برسوں سے تمھاری کامریڈ رہی ہوں۔ میں جانتی
ہوں کہ تم نے مجھ سے زیادہ دُکھ جھیلے ہیں۔ میں سورج
کی روشنی سے چمکتے ہوئے کمروں میں پلی اور بڑھی۔ میں

بھوک کی شدید تکلیفوں کو کبھی نہیں جانا ؛ تو کبھی سڑ کر
گرتی ہوئی دیواروں کی گڑگڑاہٹ سنی ؟ پھر بھی میرے
احساسات وہی ہیں، پاگل بنا دینے والے جو تمہارے
ہیں، میں جانتی ہوں۔ دیکھو، میں آئی ہوں ایک بچے
کی طرح ہاتھ پھیلائے ہوئے تمہارے پاس انتہائی
عاجزی کے ساتھ - ارے! میری بات پر دھیان
دو؛ ناانصافی کی بنیاد ڈھا دو اور غلامی کی چھپی ہوئی
زنجیروں کو توڑ دو۔ زنگ لگے ہوئے صدیوں کے ہتھیاروں
کو پھینک دو! انتقام نئی اور زندہ تشکیلات کے ارادہ
کا نام نہیں ہے۔ انتقام انقلاب نہیں ہے! انتقام وہ
کلھاڑا ہے جو انقلاب کے شفاف جگمگاتے ہوئے قہر آلود
آہنی ارادے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

بے نام - تمہیں کیسے اس کی جرأت ہو رہی ہے، اسے اپنے
طبقہ کی نمائندہ عورت تقدیر کی اس گھڑی کو زہر آلود
بنانے کی تمہارے الفاظ میں مجھے دوسرے معنی ملتے ہیں:

تم بچا رہی ہو اپنے دوستوں کو اور پُرانے ساتھیوں کو۔ یہ
تمھاری اندرونی منشا ہے : بغاوت ! تم دغا کر رہی ہو۔

[ہال میں عوام غصہ سے بھرے ہوئے عورت
کے گرد جمع ہو جاتے ہیں]

ایک آواز۔ اہل الرائے !

ایک آواز۔ اسے دیوار سے لگا کر کھڑا کر دو۔ اسے گولی مروا دو!

بے نام۔ قیدیوں کو پناہ دینا بغاوت ہے۔ یہ عمل کا لمحہ ہے۔
یہ بے درد عمل کا لمحہ ہے۔ جو ہمارے ساتھ نہیں ہے وہ
ہمارے خلاف ہے۔ عوام کو زندہ رہنا ہے۔

عوام ہال کے کمرہ میں۔ زندہ رہنا ہے !

بے نام۔ میں تمھیں گرفتار کرتا ہوں۔

عورت۔ میں بچا رہی ہوں . . . اپنے دوستوں کو . . .
اپنے پُرانے ساتھیوں کو ؟ نہیں، میں تمھیں بچا رہی
ہوں ! تم جو مارے جانے کے لئے خود صف بنا کر تیار
ہو۔ میں ہم سب کی روحوں کو بچا رہی ہوں ! میں نوع

انسان کو بچا رہی ہوں . . . ہمیشہ کے لئے تو ع انسان کو بدحواس دیوانے الزام لگانے والے ۔ کیا تم میرے الفاظ میں ڈر کا جذبہ پا رہے ہو؟ میں اتنے کمینے جذبات کا شکار کبھی نہیں ہوئی ـــ ارے، تم جھوٹے ہو . . . ، تم جھوٹے . . . .

[ایک مزدور ہال میں داخل ہوتا ہے]

مزدور ۔ ایک قیدی چلّا رہا ہے اور بار بار چلّا رہا ہے ہمارے عورت لیڈر کے لئے ۔

بے نام ۔ یہ ثبوت ہے ۔

عورت ۔ ایک بار پھر . . . تم جھوٹ بول رہے ہو ۔ کون مجھ سے ملنا چاہتا ہے . . . کون؟ شاید میرا شوہر ۔ اُس کی خاطر میں تم سے کبھی پھر دغا نہ کر سکتی تھی ۔ تم صرف تم اپنے آپ سے دغا کر رہے ہو ۔ مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم ۔

[بے نام پلیٹ فارم چھوڑ دیتا ہے اور ہال میں

عوام کے مجمع میں غائب ہو جاتا ہے۔ مزدور لوگ باہر
سے گھس آتے ہیں]

مزدور لوگ ۔ گم ہو گیا۔

آوازیں ۔ بھاگو!

لڑو!

[ایک ایک کرکے باہر سے گولیوں کے چھوٹنے کی
آواز سنائی پڑتی ہے ۔ دروازہ پر مزدوروں کا
ہجوم لگ جاتا ہے]

آوازیں ۔ دروازہ پر کنڈی لگ گئی ہے، ہم جال میں پھنس
گئے ہیں ۔ خرگوشوں کی طرح مرجانے کے لئے ۔

[خاموشی موت کی منتظر ہے]

آواز ۔ جان دے دو!

[روسی اشتراکیوں کا بین الاقوامی (یا انقلاب
دامس کا) گیت کوئی گانے لگتا ہے ۔ سب لوگ کھلی آواز
سے اس میں شریک ہو جاتے ہیں]

[اچانک مشین گن سے گولیوں کی ایک بوچھار۔ گانا رُک جاتا ہے، پھر اس طرح بند ہو جاتا ہے جیسے ریزہ ریزہ ہو جائے۔ صدر دروازہ اور کنارے کے دروازے توڑ کر کھول دیے جاتے ہیں۔ سپاہی بندوقیں تانے ہوئے دروازوں کے راستے پر کھڑے ہیں]

آفیسر۔ مُقابلہ بے سُود۔
ہاتھ اُٹھا لو! ہاتھ اُٹھا لو، میں کہتا ہُوں!

[ایک ایک کرکے عوام اپنا ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں]

کہاں ہے تمھارا سرغنہ؟

[عورت سے]

اپنے ہاتھ اُٹھا لو ــــ تم نافرمانی کر رہی ہو؟
ہتکڑی ڈال دو۔

[سپاہی عورت کو ہتکڑی لگا دیتے ہیں۔ اسٹیج اندھیرا ہو جاتا ہے]

چھٹی تصویر

[ایک خواب نُما تصویر]

سین ۔ ایک بیکراں میدان ۔ وسط میں ایک کٹہرا جس پر ایک چمکتے ہوئے گیند کی سی روشنی پڑ رہی ہے ۔ ایک قیدی کٹہرے میں دبکا ہوا [چہرہ عورت کا سا] کٹہرے کے پاس گائڈ پہرہ دار کے بھیس میں ۔

قیدی ۔ میں کہاں ہوں ؟

پہرہ دار ۔ انسانیت کے نُمائش گھر میں ۔

قیدی ۔ اِن پرچھائیوں کو بھگا دو ۔

پہرہ دار ۔ صرف تم انھیں بھگا سکتے ہو ۔

[نہ جانے کہاں سے بھورے رنگ کی
بے سر کی پرچھائیاں]

پہلی پرچھائیں ۔ تم مجھے پہچانتے ہو ، میرے قاتل ؟ مجھے

گولی مار دی گئی تھی۔

قیدی ۔ میں مجرم نہیں ہوں۔

[نہ جانے کہاں سے بھورے رنگ

کی بے سر کی پرچھائیاں]

دوسری پرچھائیں ۔ مجھے بھی تم نے قتل کیا ہے۔

قیدی ۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔

[نہ جانے کہاں سے بھورے رنگ

کی بے سر کی پرچھائیاں]

تیسری پرچھائیں ۔ اور مجھے تم نے قتل کیا۔

چوتھی پرچھائیں ۔ اور مجھے؟

پانچویں پرچھائیں ۔ اور مجھے؟

چھٹی پرچھائیں ۔ اور مجھے؟

قیدی ۔ پہرہ دار! پہرہ دار!

[پہرہ دار ہنستا ہے]

عورت ۔ میں یہ خونریزی نہیں چاہتی تھی۔

پہلی پرچھائیں ۔ لیکن تم نے کچھ نہ کہا ۔
دوسری پرچھائیں ۔ کچھ نہ کہا جب ٹاؤن ہال توپوں سے
گرایا جا رہا تھا ۔
تیسری پرچھائیں ۔ کچھ نہ کہا جب ہتھیار چرائے جا رہے تھے ۔
چوتھی پرچھائیں ۔ کچھ نہ کہا لڑائی کے دوران میں ۔
پانچویں پرچھائیں ۔ کچھ نہ کہا جب ریز رو فوجیں لائی
جا رہی تھیں ۔
چھٹی پرچھائیں ۔ تم مجرم ہو ۔
کُل پرچھائیاں ۔ مُجرم ۔
قیدی ۔ میں اوروں کو موت سے بچانا چاہتی تھی ۔
پہلی پرچھائیں ۔ تم اپنے کو دھوکہ دے رہی ہو ۔ اس کے
پہلے ہی ہمیں گولی ماردی گئی تھی ۔
کل پرچھائیاں ۔ تم ہو ہمارے قاتل ۔
قیدی ۔ تو میں ہوں ——
پرچھائیاں ۔ مُجرم ۔ بے گنا مجرم ۔

قیدی ۔ میں ... ہُوں ... مُجرم ۔

[پرچھائیاں دُھندھلا کر غائب ہو جاتی ہیں ۔
نہ جانے کہاں سے مہاجن لوگ اونچی ٹوپیاں
لگائے ہوئے]

پہلا مہاجن ۔ سُنہرے حصّے بکاؤ ہیں دام کے دام ۔
دوسرا مہاجن ۔ سُنہرے حصّے اب چالو نہیں ۔
تیسرا مہاجن ۔ سُنہرے حصّے لینا محفوظ سودا نہیں ۔ محض
کاغذ کا ایک پُرزہ ملتا ہے ۔
سب مہاجن ۔ یہ بات درج کر لی گئی ہے سُنہرے حصّوں
میں گھاٹا ہے ۔

[قیدی اُٹھ بیٹھتی ہے]

قیدی ۔ میں ... ہوں ... مُجرم ۔

[مہاجن لوگ غائب ہو جاتے ہیں]

پہرہ دار ۔ او بیوقوف ! او جذبات زدہ ! اگر وہ زندہ ہوتے
تو چاندی سونے سے مرصّع بید لی کے گرد رقص کرتے

جس پر ہزاروں نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ تم نے بھی۔

قیدی ۔ میں مجرم ہوں اس لئے کہ آدمی ہوں!

پہرہ دار۔ عوام مجرم ہیں ۔

قیدی ۔ تب تو میں دوگنا مجرم ہوں ۔

پہرہ دار۔ تمام زندگی جرم ہے ۔

قیدی ۔ لیکن تب، کیا یہ ہونا تھا کہ میں مجرم بنوں ؟

پہرہ دار۔ ہر ایک اپنی زندگی بسر کرتا ہے ۔ ہر ایک اپنی موت مرتا ہے ۔ جیسے پیڑ اور پھول، اسی طرح آدمی اگتے ہیں اور بڑھتے ہیں، مشیت کے تحت ایک مقررہ شکل میں ۔ ایک شکل اپنی پنکھڑیوں کے کھلنے کے دوران میں بنتی ہے اور اپنے آپ نیست ہو کر پھر بنتی ہے ۔ اس معمہ کا جواب تم خود دریافت کرو لیکن جو کچھ بھی ہے زندگی ہے ۔

[نہ جانے کہاں سے دوسرے قیدی مجرموں کی وردیاں پہنے نکلتے ہیں اور قیدی کو گھیر لیتے ہیں ۔

ایک کشتی نما ٹوپی اُن کے سروں پر ہے جس سے کپڑے کا
ایک ٹکڑا پیوند کی طرح لٹک کر اُن کے چہروں کو ڈھکے
ہوئے ہے۔ آنکھوں کے لئے کٹی ہوئی جالیاں بنی
ہوئی ہیں۔ ہر قیدی کے چھاتی پر ایک نمبر پڑا ہوا
ہے۔ اُداس اور خاموش انداز رفتار سے وہ
کٹہرے کے چاروں طرف ایک مُربع بنائے ہوئے
چل رہے ہیں۔]

قیدی۔ تم لوگ کون ہو؟ صرف نمبر ہو! بغیر چہرہ کے!
تم لوگ کون ہو؟ عوام بغیر چہرہ کے!

دُور سے آنے والی دبی ہوئی صدائے بازگشت۔
عوام ...۔

قیدی۔ یا اللہ!

صدائے بازگشت (اور دُور جاتی) عوام ...

[خاموشی پانی کی طرح بُوند
بوند ٹپکتی ہے]

قیدی۔ [چلاتا ہے] عوام تقدیر ہیں۔ عوام بے خطا ہیں۔

پہرہ دار۔ آدمی بے خطا ہے۔

قیدی۔ خُدا مُجرم ہے۔

صدائے بازگشت [بہت دور سے] مُجرم۔ مُجرم مُجرم۔

پہرہ دار۔ خدا تم میں ہے۔

قیدی۔ اِس خُدا پر ہم قُدرت حاصل کریں گے۔

پہرہ دار۔ کیڑے! تم خدا کے خلاف کُفر بکتے ہو۔

قیدی۔ کیا خدا کے خِلاف کُفر میں بک رہا ہوں یا خدا انسان کے خِلاف کُفر بکتا ہے؟ یہ قانون، یہ بھیانک قہر، یہ ناگریز جُرم۔ آدمی کو آدمی سے لڑانے والا! خدا کو انصاف کی عدالت میں پیش کرو۔ میں اُسے مُلزم قرار دیتا ہوں۔

صدائے بازگشت۔ [دور سے] انصاف کی عدالت میں۔

[چلتے ہوئے قیدی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُن کے بازو اوپر اُٹھ جاتے ہیں۔]

سب قیدی مل کر۔ ہم ملزم قرار دیتے ہیں۔

[قیدی غائب ہو جاتے ہیں]

پہرہ دار۔ تمہاری ہستی مکمل ہو گئی۔ اب کٹہرے سے باہر نکل جاؤ۔

قیدی۔ میں آزاد ہوں؟

پہرہ دار۔ مطلقاً! آزاد!

[اسٹیج اندھیرا ہو جاتا ہے]

ساتویں تصویر

قیدِ تنہائی کا ایک کمرہ نظر آتا ہے۔ ایک چھوٹی میز، ایک بنچ اور ایک کی ایک چارپائی دیوار سے پیوستہ ہے۔ کانٹے دار تاروں سے رُندھی ایک چھوٹی کھڑکی جس کے شیشوں کے اندر سے دکھائی نہیں دیتا۔ عورت میز کے سہارے بیٹھی ہے۔

عورت ۔ ہائے وہ راستہ جو پکے ہوئے گیہوں کے کھیتوں میں اگست کے دِنوں میں گذرتا تھا . . . موسم سرما کے سرد کوہستانی راستوں میں پَو پھٹنے سے پہلے سیر کرنا . . . سانس لیتی ہوئی دوپہر کی ہوا میں ننھے ننھے کیڑے پتنگوں کا اُڑنا . . . ہائے دُنیا . . .

[عورت کے گِرد خاموشی آہستہ آہستہ چھا جاتی ہے]

کیا کبھی میں نے ماں بننے کی خواہش کی؟

[خاموشی تھرتھرانے لگتی ہے]

تمام زندگی کی یہ دراڑ، یہ کشمکش!
شوہر سے وابستہ ۔ کام سے وابستہ
شوہر سے ۔ دُشمن سے . . .
دُشمن سے ؟
دُشمن سے وابستہ ؟
اپنے آپ سے وابستہ ؟ . . .
اس لئے کہ وہ آئے گا، مجھے یقین کی ضرورت ہے ۔

[قید تنہائی کے کمرہ کا تالا کھلتا ہے ۔ شوہر
داخل ہوتا ہے]

شوہر ۔ مَیں آگیا . . . آگیا!
چونکہ تم نے مجھے بلایا تھا ۔

عورت ۔ شوہر! شوہر . . .

شوہر ۔ میں تمھارے لئے خوشخبری لایا ہوں ۔ تمھارا نام ۔
میرا نام خیریت ہوئی ان دوں پر داغ نہیں آنے
پایا ۔ تحقیقات سے پتہ چلا کہ تم قتل کے جرم میں

بے گناہ ہو۔ ہمت سے کام لو۔ تمھاری پھانسی کے حکم کی تصدیق ابھی نہیں ہوئی۔ حکومت کے خلاف تمھارے جرم کے باوجود صحیح خیال کے لوگ نیّتِ بلند اصول اور سچّائی کی عزت کرتے ہیں۔

عورت ۔ [آہستہ آہستہ سسکنے لگتی ہے] میں بے قصور ہوں بے خطا ہو کر قصور دار ہوں۔ . .

شوہر ۔ ہاں تم بے قصور ہو۔ صحیح خیال والوں کی نظر میں، بے شک۔

عورت ۔ صحیح خیال والوں کی نظر میں!

میں اپنے تازہ غم میں خوش ہوں کہ تمھارے نام پر داغ نہیں آنے پایا!

شوہر ۔ میں جانتا تھا کہ تم بے قصور ہو۔

عورت ۔ ہاں، تم جانتے تھے . . . نیتوں کی اِتنی عزت ۔ ـــــ تم اتنے آبرو دار ہو ـــــ میں تمھیں اب بالکل صاف دیکھ رہی ہوں! پھر بھی تم مجرم ہو ـــــ میرے

شوہر، تم مجھ سے بڑھ کر قتل کے مجرم ہو۔

شوہر۔ عورت! میں تمھارے پاس آیا تھا ... عورت
تمھاری الفاظ نفرت کے ہیں۔

عورت۔ نفرت؟ نفرت نہیں۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں
— تمھارے لئے میری ہڈیوں اور خون میں محبت
پیوست ہے۔

شوہر۔ میں نے تمھیں عوام سے آگاہ کر دیا تھا۔ جو عوام
کو بھڑکاتا ہے وہ گویا جہنم کو بھڑکاتا ہے۔

عورت۔ جہنم؟ جہنم کس نے بنایا — کس نے تمھاری
سنہری بلوں کے عذابوں کو سوچا — وہ ملیں جو چلتی
رہتی ہیں اور روز بروز پیس کر تمھارا منافع نکالتی ہیں؟
قید خانے کس نے بنائے؟ پاک لڑائی کا نعرہ کس نے
لگایا؟ کس نے لاکھوں آدمیوں کی جانیں بھینٹ چڑھا
دیں؟ اعداد کے جھوٹ بولنے والے کھیل میں کس نے
لاکھوں آدمیوں کی جانوں کو داؤں پر لگا دیا؟

عوام کو نابدانوں کی سڑی موریوں میں کس نے جھونک
دیا تاکہ وہ تمھارے بیٹھے ہوئے کل کے گندے بوجھ کو
آج اُٹھائیں؟ کس نے اپنے بھائیوں سے اُن کے
انسانی چہرہ چھین لیا اور اُن کو مستری بنا دیا اور انھیں
مجبور اور ذلیل کرکے اپنی مشینوں کا پُرزہ بنا دیا؟
حکومت نے! تم نے!

شوہر۔ فرض میری زندگی ہے۔

عورت۔ ہاں ہاں، فرض، حکومت کے تئیں فرض تم ہو۔
آبروردار! میں تمھیں صاف دیکھ رہا ہوں ....
تم! انصاف پسند لوگوں سے کہہ دو کہ وہ ہمیشہ غلطی
کرتے ہیں۔ مجرم ہیں وہ — مُجرم ہیں ہم سب ...
ہاں، میں ہوں مجرم، اپنے تئیں مُجرم — انسانیت
کے رُدبرو مجرم۔

شوہر۔ میں تمھارے پاس آیا ہوں .... کیا تم یہاں
فیصلہ کی کرسی پر بیٹھی ہو؟

عورت۔ ہاں یہاں انصاف کی عدالت قائم ہوئی ہے۔ مَیں خود مجرم اور میں خود حاکم ہوں۔ میں اپنے آپ پر مقدمہ چلا رہی ہوں، میں سزا دے رہی ہوں۔ میں بری کر رہی ہوں . . . کیونکہ آخر کار، یہ جرم۔ ارے! کیا تم سوچ سکتے ہو کہ کون اس جرم کا آخر میں ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا؟ —— کیونکہ ضرورت سے مجبور ہو کر آدمی عمل پر آمادہ ہوتا ہے: اور اعمال انسان کے خون سے نہا کر سُرخ ہو جاتے ہیں۔ انسان کے لئے عزم حیات لازمی ہے: اور لہُو کا سمندر اُس کے اِرد گرد موجزن ہو جاتا ہے۔ کیا تم سوچ سکتے ہو کہ آخر کار کون مجرم ٹھہرایا جائے گا؟ . . . مجھے اپنا ہاتھ دو، اے میرے محبوب جسے میرے خون کا ایک قطرہ قطرہ چاہتا ہے کیونکہ میں اپنے اوپر فتح پا چکی ہوں —— اپنے اوپر اور تمھارے اُوپر۔

[شوہر کانپ اُٹھتا ہے۔ خیالات اُس کے چہرہ

کے نقوش بگاڑ دیتے ہیں۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا باہر نکل جاتا ہے]

عورت ۔ مجھے اپنا ہاتھ دو، مجھے اپنا ہاتھ دو، میرے بھائی ۔۔۔ تم بھی، میرے بھائی . . . تم . . . چلے گئے . . . تمھیں چلا جانا تھا . . . آخری منزل برفیلے میدانوں کو پار کرتی ہوئی ۔۔۔ آخری منزل کا کوئی رہبر نہیں ۔۔۔ آخری منزل بے ماں کی ہے ۔ آخری منزل تنہائی ہے ۔

[دروازہ کھلتا ہے۔ بے نام اندر داخل ہوتا ہے]

بے نام ۔ اب تمھیں خام خیالی سے نجات ملی؟ کیا تم اپنے سینوں کو بکھیر سکے؟ کیا سمجھ کی تیز چھری نے تمھارے دل کو چیر دیا؟ کیا فیصلہ کرنے والے نے کہا "نوع انسان" اور "میں تمھیں معاف کرتا ہوں"؟ یہ سبق مفید رہا اور میں تمھیں نیا ایمان لانے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اب پھر تم ہمارے ہو۔

عورت ۔ تم؟ تمھیں کس نے بھیجا ہے ؟

بے نام ۔ عوام نے ۔

عورت ۔ تو پھر کیا مجھے بُلایا نہیں گیا ؟ پیغام ـــ پیغام ؟

بے نام ۔ میں تمھارے لئے آزادی کا پیغام سنانے والا ہوں ۔

عورت ۔ آزادی ! زندگی ! . .

کیا ہمیں بھاگنے کی کوشش کرنا ہے ؟ کیا سب تیاری ہو چکی ؟

بے نام ۔ دو پہرہ داروں کو رشوت دے دی گئی ۔ تیسرا اُسے پھاٹک پر میں دھکا دے کر مار گراؤں گا ۔

عورت ۔ مار گراؤ گے . . . میرے لئے . . . ؟

بے نام ۔ نہیں مقصد کے لئے ۔

عورت ۔ اس آدمی کی موت سے مجھے اپنی زندگی کے بچانے کا کوئی حق نہیں ۔

بے نام ۔ عوام کا تم پر حق ہے ۔

عورت ۔ لیکن پہرہ دار کا حق ؟ پہرہ دار بھی آدمی ہے ۔

بے نام۔ اب تک کہیں آدمی نہیں ہیں۔ اس طرف توعوام کے آدمی ہیں اور اُس طرف راج کے آدمی ہیں۔

عورت۔ آدمی ہونا کھُلی ہوئی اور بنیادی بات ہے۔

بے نام۔ صِرف عوام پاک ہیں۔

عورت۔ عوام پاک نہیں ہیں۔ قوّت نے عوام کو بنایا ہے، ملکیت کی ناانصافی نے عوام کو بنایا ہے۔ جبلّت ہیں، عوام ضرورت ہیں۔ عوام سچ جھوٹ مان لینے والی ذلّت ہیں۔ انتقام ہیں، ظلم ہیں۔ عوام اندھے غُلام ہیں اور پاکیزہ اِرادے ہیں۔ عوام ایک رُوندا ہوا کھیت ہیں۔ عوام ایک دفن کی ہوئی جماعت ہیں۔

بے نام۔ اور عمل؟

عورت۔ عمل اور عمل سے زیادہ! اگر ہم نجات چاہتے ہیں تو عوام میں اُن کی انسانیت کو آزاد کردو۔ عوام میں قوّتِ اتحاد کو آزاد کردو۔

بے نام ۔ پھاٹک سے آتی ہوئی تند ہوا تمھیں اچھا کر دیگی !
جلدی کرو ! وقت کم ہے ۔

عورت ۔ تم آزادی نہیں ہو ۔ تم نجات نہیں ہو ۔ میں تمھیں
جانتی ہوں، جو تم ہو ۔ "مارگراؤ!" ہاں تم ہمیشہ سے
مارگراتے ہو ۔ تم لڑائی کی دوغلی اولاد ہو، تم ذلیل
نئے جلاد اور پھانسی دینے والے ہو۔ تمھارا نعرہ
نجات ہے : "مار ڈالو" "مٹا ڈالو"! تم اپنے خوبصورت
لفظوں کے لبادہ کو اُتار پھینکو ـــ یہ تو گھستے گھستے کاغذ
کی طرح پتلا ہو گیا ہے !

بے نام ۔ قاتلوں کے سرغنے راج کے لئے لڑتے ہیں۔

عورت ۔ وہ قتل کرنے کی مسرّت کے لئے قتل نہیں کرتے ؛
وہ، تمھاری طرح، اپنے مقصد پر یقین رکھتے ہیں۔

بے نام ۔ وہ ظلم کرنے والے راج کے لئے لڑتے ہیں،
ہم انسانیت کے لئے ۔

عورت ۔ تم قتل کرتے ہو انسانیت کی خاطر، جس طرح وہ،

دھوکہ کا شکار ہو کر اپنے راج کے لئے قتل کرتے تھے۔
اُن میں سے چند کا تو یہاں تک خیال تھا کہ اپنے راج' اپنے
مادرِ وطن کے ذریعے سے وہ دھرتی کو نجات دلائیں گے۔
میں تو کوئی فرق نہیں دیکھتی۔ یہ لوگ ایک مُلک کے لئے
قتل کرتے ہیں اور تمام ملکوں کے لئے وہ لوگ۔ یہ ہزار
آدمیوں کے لئے انسان کا خون کرتے ہیں اور وہ
لاکھوں آدمیوں کے لئے۔ جو راج کے لئے جان
لیتا ہے اُسے تم جلاّد کہتے ہو۔ جو انسانیت کے لئے
خون کرتا ہے اُسے تم پھولوں کا تاج پہناتے ہو۔
اُسے تم بااخلاق کہتے ہو' اچھا شہری کہتے ہو اور بڑا
آدمی کہتے ہو۔ تم شفا بخش تشدّد تک کا ذکر کرتے ہو۔
پاکیزہ خونریزی کا!

بیلے تام ۔ اُدھر کے آدمیوں کو الزام دو' زندگی کو الزام دو۔
کیا میں اور لکھو کھا آدمیوں کو غلام بن جانے دوں۔
کیونکہ اُن کے مالکین شائد ایماندار آدمی ہوں ؟

اگر تم چپ رہتی ہو تو اس سے تمھارا جُرم کیسے کم ہو جائے گا؟

عورت ۔ قوّت سے تشدّد کی دُھواں دیتی ہوئی مشعل سے ہمیں راستہ نہیں ملے گا ۔ عجیب طریقہ سے تم ہماری رہنمائی اُس متوقع سرزمین کی طرف کر رہے ہو —— انسانی غلامی کی سرزمین! اگر تقدیر ایسے سمے میں تمھیں دھکّے دے کر آگے بڑھاتی ہے اور تمھیں اُن لوگوں کو قابو میں کرنے کی قوّت عطا کرتی ہے جو تمھاری تمنّا کرتے ہیں تمھیں ایک نیا نجات دلانے والا سمجھ کر تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ یہ تقدیر انسان سے نفرت کرتی ہے ۔

بے نام ۔ عوام سب کچھ ہیں، آدمی کچھ نہیں ۔ نہیں تم ہماری دیوناری نہیں ہو! ہماری رہنما نہیں ہو! ہر ایک اپنی پیدائشی کمزوریاں لئے رہتا ہے؛ تم بھی اپنے طبقہ کے پیدائشی لچھن لئے

ہوئے ہو ـــ کمزوری اور خود فریبی۔

عورت ۔ نہیں، تم آدمیوں سے محبّت نہیں کرتے!

بے نام ۔ ہمارے مقصد کو ہر بات پر فوقیت ہے۔ مجھے آنے والی انسانیت سے محبّت ہے، میں مستقبل سے محبّت کرتا ہوں۔

عورت ۔ سب سے زیادہ اہم آدمی ہیں۔ تم عقیدہ کے لئے آج جو آدمی ہیں انھیں قربان کر دینا چاہتی ہو۔

بے نام ۔ ہمارا مقصد اُن کی قربانی چاہتا ہے، لیکن تم عوام سے دغا کر رہی ہو، تم مقصد سے دغا کر رہی ہو۔ تمھیں آج فیصلہ کرنا ہے۔ جو پس و پیش کرتا ہے وہ ہمارے مالکوں کی مدد کرتا ہے ـــ وہ مالک جو ہمیں ستاتے ہیں اور ہمیں فاقہ کراتے ہیں ـــ جو ڈانواں ڈول ہے وہ ہمارا دُشمن ہے۔

عورت ۔ اگر میں ایک آدمی کی بھی جان لوں تو میں اسے عوام سے دغا کرنا سمجھوں گی۔ جسے عمل کرنا ہے اُسے

صرف اپنی قربانی کا حق ہے۔ میری بات سُنو: کوئی آدمی مقصد کے لئے آدمیوں کو مار نہیں سکتا۔ ناپاک ہے ہر وہ مقصد جس میں خون کرنا پڑے۔ جو انسانوں کا خون مانگتا ہے وہ راکچھس ہے، خُدا راکچھس ہے راج راکچھس ہے اور عوام —— راکچھس ہیں۔

بے نام ۔ تب دیوتا کون ہے۔

عورت ۔ ایک دن . . . انسانی برادری . . . آزاد لوگ، آزادی سے مل جُل کر کام کرتے ہوئے ۔ بنی نوع انسان اپنے پیمانۂ عمل کو آزادی سے بھرتے ہوئے — کام — جنتا۔

بے نام ۔ تم میں اِتنی ہمّت نہیں کہ کام کی ذمّہ داری اپنے سر لے لو۔ کرٹے کام کی۔ صرف بے رحم عمل سے آزاد انسانی برادری پیدا ہو گی ۔ اپنی جان دیکر اپنے گنا ہوں کا ازالہ کرو۔ شاید تمھاری موت ہمارے لئے کارآمد ہو۔

عورت ۔ میں اَمر ہوں ۔

بے نام ۔ تم قبل از وقت اَمر ہو رہی ہو ۔

[بے نام قیدِ تنہائی کا کمرہ
چھوڑ دیتا ہے]

عورت ۔ اور تم کل جی رہے تھے ؛ تم آج جی رہے ہو ؛
کل تم مر جاؤ گے لیکن مَیں ـــــ گھومتی اور کاٹتی ہوئی ـــ ہمیشہ پیدا ہوتی رہتی ہوں میں اور پاک ہو جاؤں گی ، اور معصوم ۔ میں ہو جاؤں گی انسانیت ۔

[پادری داخل ہوتا ہے]

پادری ۔ میں تمھارے آخری لمحات میں تمھاری مدد کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ کلیسا تم جیسیوں کو اپنی خدمات سے محروم نہیں رکھتا ۔

عورت ۔ تمھیں کس نے بھیجا ؟

پادری ۔ سرکاری افسروں نے مجھے یہاں آنے کی

ہدائت کی ۔

عورت ۔ کہاں تھے تم جس دن سزا کا حکم سُنایا گیا ؟
چلے جاؤ ۔

پادری ۔ تم جیسوں کو خدا مُعاف کر دیتا ہے ۔ میں
تمہارے معاملے سے واقف ہُوں ۔ تم کو یہ خواب
دکھائی دیتے تھے کہ نوع انسان نیک ہے ۔
اس لئے تم نے بے شمار جرائم راج اور امن و
امان کے تحفظ کے خلاف کئے ۔ نوع انسان تو
اپنے جنم دن ہی سے گناہگار ہے ۔

عورت ۔ نوع انسان ٹٹولتا ہوا نیکیوں کی طرف
بڑھتا ہے ۔

پادری ۔ بدورانحطاط کا ایک جھوٹ ہے ۔ جو پیدا
ہوا ہے زوال ، مایوسی اور وحشت سے ، جو
عاریتی عقیدہ کے مومی خول سے ڈھکا ہوا ہے
اور جسے بے چین ضمیر دھمکاتا ہے ! یقین

مانو، آدمی بلند ارادہ تک نہیں کرتا۔

عورت ۔ آدمی نیکی کا متلاشی ہے۔ اُس کے بُرے اعمال بھی نیکی کے پروے ہیں۔

پادری ۔ انسانی بلتیں وجود میں آتی ہیں، انسانی بلتیں مٹ جاتی ہیں۔ یہ دھرتی عہد سعادت نہیں جانتی۔

عورت ۔ میں ایمان رکھتی ہوں!

پادری ۔ یاد رکھو: طاقت کی ہوس، لہو و لعب کی ہوس —— یہ زندگی کے زیر و بم ہیں۔

عورت ۔ میں ایمان رکھتی ہوں!!

پادری ۔ دنیا نام ہے لا انتہا اور نہ بدلنے والی تبدیلی اشکال کا۔ آدمی بے بس ہے۔ خدا اس کا تنہا نجات دہندہ ہے۔

عورت ۔ میں ایمان رکھتی ہوں!!!

لیکن مجھے سردی معلوم ہو رہی ہے

جاؤ، اب چلے جاؤ!

[پادری قید تنہائی
کے کمرہ سے باہر آجاتا ہے۔
آفسر اندر داخل ہوتا ہے]

آفسر — یہ تمہاری سزا کا حکمنامہ ہے۔ باوجودیکہ
حالات کچھ تمہارے موافق تھے پھر بھی راج کے
خلاف تمھیں اپنے جرم کا کفارہ دینا ہوگا۔

عورت — تو تم گولی مروا دوگے؟

آفسر — [جیسے حکم دینے کے لہجہ میں بولتا ہے] حکم
حکم ہے اور تعمیل تعمیل ہے۔
راج کی بہبودی۔ امن۔ نظام۔
ایک سپاہی کا فرض۔

عورت — اور ایک آدمی کا؟

آفسر — میرے حکم کے مطابق بات چیت منع ہے۔

عورت — میں تیار ہوں۔

[آفسر اور عورت باہر جاتے ہیں ۔ کچھ لمحوں کے لئے قید تنہائی کا کمرہ خالی رہتا ہے ۔ دو قیدی عورتیں قیدیوں کی پوشش میں چھپ کر اندر آجاتی ہیں اور دروازے سے لگ کر کھڑی ہوجاتی ہیں]

پہلی قیدی عورت ۔ تم نے آفسر کو دیکھا تھا؟
کیا عمدہ زری کا یونیفارم پہنے تھا !

دوسری قیدی عورت ۔ میں نے تابوت دیکھا تھا ——
غسل خانہ میں ایک پیلے رنگ کا صندوق۔

[پہلی قیدی عورت کی نظر میز پر چند روٹیوں پر پڑتی ہے اور وہ اُن پر جھپٹتی ہے]

پہلی قیدی عورت ۔ ارے روٹی !
میں بھوکی ہوں ! بھوکی ! بھوکی !

دوسری قیدی عورت ۔ روٹی مجھے بھی ، مجھے بھی ——

رو دئ بھے بھی

پہلی قیدی عورت ۔ ارے آئینہ! واہ!

اسے چھپا لو ۔ میرے قید تنہائی کے کمرہ
کی شامیں!

پہلی قیدی عورت ۔ ریشمی اسکارف!

عُریاں سینہ اور ریشمی اسکارف!
اسے چھپا لو! میرے قید تنہائی کے
کمرہ کی شامیں!

[قید تنہائی کے کمرہ میں گولی کی ایک کرخت
بوچھار ۔ قیدی عورتیں خوف کے مارے
اپنا ہاتھ پھیلا دیتی ہیں ۔ پہلی قیدی عورت
اپنے جیب سے آئینہ جلدی نکال لیتی ہے اور
اُسے میز پر رکھ دیتی ہے ۔ وہ اپنے گھٹنے کے
بل گر پڑتی ہے اور سسکنے لگتی ہے :]

پہلی قیدی عورت ۔ بہن، ہم لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟

[اُس کے بازو انتہائی لاچاری سے فضا میں لٹک پڑتے ہیں۔ دوسری قیدی عورت اپنی جیب سے ریشمی اسکارف نکال لیتی ہے اور جلدی سے اُسے اپنی چارپائی پر رکھ دیتی ہے]

دوسری قیدی عورت۔ بہن ہم لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں ؟

[دوسری قیدی عورت اپنا سر اپنی گود میں چھپا کر رونے لگتی ہے]

[اسٹیج پر پردہ گرجاتا ہے]

تمام شُد

باہتمام پریم چند رتھرا ۔ نیو ایرا پریس الہ آباد میں چھپا